تیرے دشمنوں سے کیا رشتہ ہمارا

یارسول اللہ ﷺ

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

(پیش لفظ)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بد قسمتی سے ہمارے دور میں صُلحِ کلّیت[1] کا مرض بڑھتا جارہا ہے مذاہبِ باطِلہ سے مَیل جَول کو معاشرتی مجبوری سمجھ کر یا کوئی اور وجہ سے ضروری سمجھا جارہا ہے۔

فقیر کی طرح اگر کوئی بندۂ خدا دُشمن احمد پہ شدّت کرتا ہے تو اپنوں کی طرف سے مخالفت و مخاصمت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے محض رضائے الٰہی کے لئے گستاخوں، بے ادبوں سے تعلقات ختم کرنا بظاہر مشکل تو ضرور ہے مگر اُس کے ثمراتِ دینی، دُنیوی بہت زیادہ ہیں آخرت میں قُربِ حبیب کریم رؤف ورحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نصیب ہو گا۔

فقیر کی یہ کاوِش اَہلِ اسلام کے لئے بالخصوص اَہلِ سنّت کے عُلماءِ کرام ومشائخِ عِظام کے لئے ہے اللہ کرے قبول ہو جائے۔ اِمام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے اِس شعر پر فقیر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہے:

اُنہیں مانا اُنہیں جانا نہ رکھا غیر سے کام   اللہ الحمد کہ دنیا سے مسلمان گیا

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

قرآن مجید: گستاخوں، بے ادبوں اور مذاہبِ باطِلہ سے ہر طرح کا رشتہ و ناطہ توڑنا دورِ حاضرہ میں خود کو آگ کی بھٹّی میں ڈالنا ہے اِس لئے کہ حکومت کی کرسی خطرے میں پڑ جاتی ہے اُسے مضبوط رکھنے کے لئے بہت بڑے بڑے جُبّہ و دستار والے مولوی، پیر، نام ونہاد مذہبی اسکالر ساتھ مِلانے پڑتے ہیں اور پھر بدمذاہب دُشمنانِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حکومت سے بہت زیادہ وابستہ ہوتے ہیں لیکن مردانِ خدا غیرت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اپنے طور پر جتنا

---

(1) ہر ایک کے ساتھ امن اور محبت کا رویہ اپنانا، چاہے اس کا عقیدہ یا نظریہ کچھ بھی ہو۔

ہو سکتا ہے علمی کاروائی میں لگے رہتے ہیں۔ فقیر اپنے قلم کے ذریعے اپنے سنّی بھائیوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ گستاخِ رسول، گستاخِ صحابہ و اہلِ بیتِ کرام دُنیوی لحاظ سے کتنے اعلیٰ عُہدہ پر ہوں محبوبِ کریم ﷺ کی غیرتِ عشق رکھنے والے اُس کو دیکھنا بھی اپنے لئے توہین سمجھتے ہیں۔

بے دینوں سے دوستی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ ناراضگی: گستاخوں، بے ادبوں سے تعلقات بنانا دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرنے کے مُترادِف (برابر) ہے۔ چندروز کی واہ واہ اور دنیا کی عَیش و عشرت کے بعد ہمیشہ کے لئے عذاب ہوتا ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر واضح اَحکام موجود ہیں:

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً

(پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۸)

ترجمہ: مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم اُن سے کچھ ڈرو۔

شانِ نُزول: حضرت عبادہ اِبنِ صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ اَحزاب کے دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ پانچ سو (۵۰۰) یہودی میرے ہمدرد اور حَلیف (معاون) ہیں، میں چاہتا ہوں کہ دُشمن کے مقابلہ میں اُن سے مدد حاصل کروں اُس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کے دُشمنوں کو دوست و مددگار بنانے کی مُمانعت فرمائی گئی اور اُنہیں راز دار بنانا اور اُن سے دوستی و محبت کرنا ناجائز قرار دیا گیا۔ ہاں اگر جان و مال کے نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں صرف ظاہری برتاؤ کرنا جائز ہے۔[2] (اسبابُ النُزول للواحدی)

فقیر کی اپیل: فقیر اُویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اگر گستاخوں، بے ادبوں کو ساتھ ملا کر کرسی مضبوط کرنا اور اپنی واہ واہ کرانا مقصود ہو تو اِقتدار کا نشہ تو پورا ہو جائے گا مگر دنیا میں ہی ایسا انجامِ بد ہو گا کہ عِبرت کا نشان بنا پڑے گا جبکہ آخرت کا عذاب علاوہ ہے۔ سب کو ساتھ ملا کر چلنے والے قرآن پاک کے اِس حکم سے سبق حاصل کریں۔

تیرے دُشمن سے کیا رشتہ؟ قرآن مجید کیا فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کُفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

شانِ نُزول: ہوا یوں کہ جب مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا گیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی اپنے باپ، بھائی اور رشتہ دار وغیرہ سے تعلق ختم کر دے تو اُس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ کافروں سے دوستی و محبت جائز نہیں چاہے اُن سے کوئی بھی رشتہ ہو۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا:

---

(2) أسباب نزول القرآن للواحدي، سورۃ آل عمران، تحت الآیة 28، رقم الصفحة 102، 103، دار الإصلاح الدمام، الطبعة الثانیة، 1412 ھ 1992 م.

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ٌاقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ جِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ٪

(پارہ ۱۰سورۃ التوبۃ آیت ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان، یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسِقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اِس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے دنیا کی مشقّت برداشت کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔[3]

فقیر کی ہمدردانہ اپیل: فقیر اُویسی غفرلہٗ نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائدِ باطلہ اور اُن کی گستاخانہ عبارات لکھ کر اَہلِ اسلام کو اُن سے دور رہنے کی تاکید کی تو کئی مقدّمات کا سامنا کرنا پڑا اپنے پرائے سب مخالف ہوئے جبکہ فقیر نے سب سے کہا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے کہ اللہ اور اُس کے پیارے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں دُنیوی تعلقات کو ترجیح دینے والا فاسق ہے۔ اِس لئے فقیر اپنے کریم روف و رحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے:

تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

اِنعامات کی بارش: گستاخوں، بے ادبوں، بے ایمانوں سے رضاالٰہی کی خاطر رشتہ توڑنے والوں پر انعامات کی بارش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی نعمتوں کی نَوید اِرشاد فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھیں اور گستاخوں سے بیزاری کیجئے:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَ یُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ٪ (پارہ 28،سورۃ المجادلۃ،آیت ۲۲)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور اُنہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

(شانِ نُزول)
(حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو تھپڑ مارا)

---

(3) روح البیان, سورۃ التوبۃ, تحت الآیۃ 23, 24, 403/3, دار الفکر بیروت.

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لباب النقول میں فرمایا کہ یہ آیت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب اُنہوں نے اپنے باپ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی گستاخی کا کلمہ سنا تو تھپڑ مارا۔[4]

حضرت علّامہ اسماعیل حقی حنفی قُدّس سِرّہٗ نے روح البیان میں اِسی آیت کے تحت لکھا کہ "تھپڑ اتنا زور سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا۔"

فقال علیه السلام أو فعلته قال نعم قال فلا تعد إلیه قال والله لو كان السیف قریبا منی لقتلته.[5]

(تفسیر روح البیان، سورۃ المجادلۃ)

یقیناً عرض کیا ہوگا: ؎ تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (ﷺ)

سوال: اِس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور واقعہ مکّہ کا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: صاحبِ روح البیان نے جواب دیا کہ سورۃ کا پہلا عَشرہ مدنیہ ہے باقی مکّیہ ہے۔[6] مزید دیکھئے "فیوض الرحمن" تحت آیتِ ہذا۔

انتباہ: اِس آیت میں اُن حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے کہ دینی معاملہ بالخصوص حضور سرورِ عالم ﷺ کے گستاخوں اور بے ادبوں کے بارے میں بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہاں چند واقعات قابلِ ذکر ہیں:

حضرت ابوعُبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر میں اپنے بیٹے عبد الرحمن کو مقابلہ کیلئے طلب کیا لیکن رسول کریم ﷺ نے اُنہیں اُس جنگ کی اجازت نہ دی اور مُصعب بن عُمیر نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عُمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا، سیّدنا امیر حمزہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربیعہ کے بیٹوں عُتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عُتبہ کو بدر میں قتل کیا جو اُن کے رشتہ دار تھے اُنہوں نے عملاً ثابت کر دکھایا۔

؎ تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (ﷺ)

صاحبِ روح البیان قُدّس سِرّہٗ یہ تمام واقعات لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں کہ "وكل ذلك من باب الغیرة والصلابة"

یعنی یہ سب کچھ غیرت اور دین کی مضبوطی کی وجہ سے تھا۔

آخر میں فرمانِ ذیشان نبی آخر الزمان ﷺ بھی سن لیں۔

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: الغیرة من الایمان والمنیة من النفاق ومن لا غیرة له لا دین له۔[7] (تفسیر روح البیان، سورۃ المجادلۃ)

یعنی غیرت ایمان سے ہے اور بے غیرتی منافقت ہے جسے غیرت نہیں اُسے ایمان نہیں۔

---

(4) لباب النقول في أسباب النزول، سورة المجادلة، تحت الآية 22، رقم الصفحة 191، دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(5) روح البیان، سورة المجادلة، تحت الآية 22، 413/9، دار الفكر بيروت.

(6) روح البیان، سورة المجادلة، تحت الآية 22، 413/9، دار الفكر بيروت.

(7) روح البیان، سورة المجادلة، تحت الآية 22، 413/9، دار الفكر بيروت.

حقیقت یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ آپ کے عشق میں سَرشار تھا اور پھر اُن کے بعد تا حال ایسے غَیّور عُشّاق کی کوئی کمی نہیں۔ ہر زمانے میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا ہر اُمّتی آپ کے عشق میں یوں عرض کرتا:

؎ تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

کونسی نعمتیں ملیں گی: معلوم ہوا کہ مومن کی یہ شان ہی نہیں اور اُس کا ایمان یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا کہ اللہ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے دُشمنوں، بے دینوں، بد مذہبوں اور اُس کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت کرے اور خواہ وہ گستاخ اُس مومن کا باپ دادا ہی کیوں نہ ہو اور جس میں یہ صِفت پائی جائے گی اللہ تعالیٰ اُسے سات نعمتوں سے نوازے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ایمان کو دل میں نقش کر دے گا۔

(۲) اُس میں ایمان پر خاتمہ کی بَشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مٹتا نہیں ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ روح القدس سے مدد فرمائے گا۔

(۴) ہمیشہ کے لئے ایسی جنّتوں میں جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۵) اللہ والا ہو جائے گا۔

(۶) منہ مانگی مُرادیں پائے گا۔

(۷) اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو گا اور بندے کے لئے اللہ کی رضا بس (کافی) ہے۔

افسوس آج کل کے مسلمان کہلانے والے اپنے مُرتد اور بے دین رشتہ داروں اور دوستوں سے قطعِ تعلق کرنے سے بھی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔

یہود و ہُنود تمہارے دوست نہیں: آج کل تو اسلام دُشمن یہود و ہُنود سے دوستی رسم و روابط بڑھانے کے لئے غلط تاویلات کی جا رہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور فرمایا کہ وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی اُن سے دوستی رکھے گا تو وہ اُنہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

شانِ نُزول: جلیل القدر صحابی رسول حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی سے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت دوست ہیں جو بڑی شان و شوکت والے ہیں لیکن اب میں اُن کی دوستی سے بیزار ہوں اللہ و رسول ﷺ کے سوا میرے دل میں کسی کی محبت کی گنجائش نہیں اِس پر عبد اللہ بن اُبی نے کہا کہ میں یہود کی دوستی ختم نہیں کر سکتا اِس لئے مجھے پیش آنے والے حوادِث (حادثات) کا اندیشہ ہے مجھے اُن کے ساتھ رسم و راہ

رکھنی ضروری ہے تاکہ وقت آنے پر وہ ہماری مدد کریں تو حضور ﷺ نے عبد اللہ بن اُبی سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دَم بھرنا(طرف داری کرنا) تیرا ہی کام ہے عُبادہ کا یہ کام نہیں۔اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ سے محبت و دوستی قائم رکھنا مسلمانوں کی شان نہیں۔[8] (تفسیر صاوی، جلد اول)

دعوتِ غور وفکر: افسوس آج بھی لوگ اُسی عبد اللہ بن ابی کی طرح عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم بے دینوں، بدمذہبوں، گستاخوں، بے ادبوں سے دوستی و محبت نہ رکھیں اور اُن سے نفرت کریں تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے مگر یہ عذر اُن کے نفس کا دھوکہ ہے۔ خبر دار! ایسے بہروپیوں سے دور رہیں۔ یہ دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث ہیں۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب جواب دیا: امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اپنا منشی نصرانی رکھ لیا ہے حالانکہ تم کو اُس سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی؟:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۝" (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی اُن سے دوستی رکھے گا تو وہ اُنہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

اُنہوں نے عرض کیا، نصرانی کا دین اُس کے ساتھ ہے مجھے تو اُس کے لکھنے پڑھنے سے غرض ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے اُنہیں ذلیل کیا تم اُنہیں عزّت نہ دو اللہ نے اُنہیں دور کیا تم اُنہیں قریب نہ کرو۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بغیر اُس کے بصرہ کی حکومت کا کام چلانا دشوار ہے، میں نے مجبوراً اُس کو رکھ لیا ہے کیونکہ اُس قابلیت کا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا۔ اِس پر امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نصرانی مر جائے تو کیا کروگے جو انتظام اُس وقت کروگے وہ اب کرلو اور اُس دُشمنِ اسلام سے کام لے کر اُس کی عزّت ہرگز نہ بڑھاؤ۔[9]

(تفسیر خزائن العرفان)

کفّار سے دوستی و محبت چونکہ مُرتَد اور بے دین ہونے کا سبب ہے اِس لئے اُس کی مُمانعت کے بعد فرمایا: اب بھی بعض لوگ بدمذاہب کو اپنے کاروبار میں مُنشی مختار رکھ کر یہی عذر کرتے ہیں فقیر جواب میں وہی عرض کرتا ہے جو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ وہی عرض کرتا ہوں جو تمام کائنات کا خالق فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ؗ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۵۴)

---

(8) حاشية الصاوي على تفسير الجلالين, سورة المائدة, تحت الآية 51, 123/2, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000ء.

(9) خزائن العرفان، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ 51، صفحہ نمبر 225، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا (یعنی مُرتد ہو جائے گا) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی مَلامَت کرنے والے کی مَلامَت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وُسعت والا علم والا ہے۔

زندہ باد عُلماءِ حق زندہ باد: اللہ تعالیٰ نے اِس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں میں بعض لوگوں کے مُرتد ہونے کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ اُن کا محبوب ہوگا اور اُن کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے لئے نرم ہوں گے لیکن کافروں اور مُرتدوں کے لئے سخت رہیں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں ہتھیار، قلم اور زبان سے لڑیں گے مگر دنیادار اُنہیں فَسادی اور جھگڑالو سمجھیں گے، گالیاں دیں گے اور بُرا بھلا کہیں گے لیکن اُنہیں اُس کا کوئی غم نہ ہوگا وہ بلاخوف "لَوْمَۃَ لائمٍ اِعلاءِ کلمۃ الحق"[10] کے فرمان کی پاسداری ہی کرتے ہی رہیں گے۔

نوٹ: موجودہ زمانہ میں اِن علامتوں کے مِصداق وہی عُلماء ہیں جو بدمذاہب کا کھلم کھلا رَدّ کرتے ہیں اور لوگوں کی مَلامَت اور لَعن طَعن کو خاطر میں نہیں لاتے اور دورِ حاضرہ میں تمام بد مذاہب سے دیوبندی، وہابی مذہب بہت زیادہ خطرناک ہے یہی لوگ ہر طرح کا بھیس بدل کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ اُن کو اندر سے دیکھا جائے تو حضور ﷺ کے بدترین دُشمن ہیں اور اُن کی عَداوت و دُشمنی کا بیّن (واضح) ثبوت اُن کی تحریریں ہیں اور صاحبانِ علم و فضل حضرات اُن تحریروں کو خوب جانتے ہیں تفصیلات کے لئے سیّدی اِمام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصانیفِ مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ اُن کے فَیض سے فقیر نے بھی بہت کچھ لکھا۔

گستاخِ رسول وَلَدُ الزِّناء: اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے متعلق مجنون کہنے والے کا یوں منہ کالا فرمایا سورۃ القلم کی ابتدائی آیات مع ترجمہ پیش ہیں: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝

(پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر کی لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، دُرُشت خُو (بدمزاج)، اُس سب پر طُرّہ یہ کہ اُس کی اصل میں خطا۔

شانِ نُزول: اِن آیات کا شانِ نُزول یہ ہے کہ ولید بن مُغیرہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی آپ ﷺ کو مجنوں کہا جس سے حضور ﷺ کو دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے چند آیاتِ مبارکہ نازل فرماکر اپنے محبوبِ کریم ﷺ کو تسلّی و تشفّی دی اور آیاتِ مذکورہ بالا میں اُس گستاخ کے نو (۰۹) عیبوں کو بیان فرمایا حتیٰ کہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اُس کی اَصل ولد الحرام ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مُغیرہ نے اپنی ماں سے جاکر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے متعلق دس (۱۰) باتیں بیان کیں ہیں اُن میں نو کو تو میں جانتا ہوں لیکن دسویں بات یعنی میری اصل میں خطا ہونا تجھی کو معلوم ہوگا تو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا۔ اُس کی ماں نے جواب دیا کہ ہاں تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اُس کا مال دوسرے لوگ لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا اور تو اُسی کے نُطفہ (منی) سے ہے۔[11] (تفسیر صاوی، جلد ۴، واحدی وغیرہم)

---

(10) حق کی سربلندی کی ترجیح: یہ قول ان لوگوں کے عزم کو ظاہر کرتا ہے جو اللہ کے دین کی خدمت اور حق بات کو بلند کرنے کے لیے ہر طرح کی مخالفت اور اعتراضات کا سامنا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی طعنے یا ملامت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

(11) حاشیة الصاوي على تفسير الجلالين, سورة القلم, تحت الآية 10_13, 150/6, 151, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1420ھ 2000ء.

کسی کو برا نہ کہو: یہ بیماری مسلمانوں میں سرایت کرتی (منتقل ہوتی) جارہی ہے کہ ہم جیسے غریب اگر وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم کی کُفریہ عبارات عوام وخواص کو دکھائیں، اُن کی گستاخیاں جو اُن کی کتابوں میں مسلسل سالہاسال سے چھپ کر عام تقسیم ہورہی ہیں تو ہمیں شدّت پسند کا طعنہ دیا جاتا ہے اور اپنے بھی سخت گیر کہتے ہیں مگر ہمیں کچھ افسوس نہیں ہوتا کیونکہ پیارے آقا ومولا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بُرا بھلا کہنا اور اُس کے عیبوں کو کھلم کھلا بیان کرنا سنّتِ الٰہیہ ہے۔

گستاخ کون؟ علامات: فقیر گستاخوں سے قطع تعلق اور اُن سے بیزاری کا طویل مضمون لکھ چکا ہے اور بھی بہت کچھ لکھنا ہے، پڑھنے والے کے ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ گستاخ وبے ادب کون ہے؟ قرآن سے پوچھئے:

يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ۔ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت۷۴)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور اُنہوں نے کُفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔

شانِ نزول: ابنِ جریر وطبرانی وابوالشیخ رئیس المفسّرین حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک درخت کے سائے میں آرام فرمارہے تھے تو ارشاد فرمایا: عنقریب ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اُس سے بات ہرگز نہ کرنا، تھوڑی دیر بعد ایک کونجی (چھوٹی) آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے بلا کر فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کا لفظ بولتے ہیں؟ وہ گیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بلالایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ آپ کی شان میں بے ادبی کا نہیں کہا ہے۔ اُس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اُنہوں نے گستاخی نہیں کی ہے اور بے شک وہ ضرور کُفر کا لفظ بولتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔[12] معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا لفظ بولنے والا کافر ہے اور ایسے شخص کو کافر کہنا سنّتِ الٰہیہ ہے۔

چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا: وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت۶۵)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ہنستے ہو۔

شانِ نزول: ابنِ ابی شیبہ وابنِ المنذر وابنِ ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد شاگردِ خاص سیّدنا عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اُونٹنی گم ہوگئی تھی ، وہ اُس کو تلاش کررہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اُس پر منافق نے کہا کہ محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اُونٹنی فلاں جنگل میں ہے حالانکہ اُن کو غیب کی کیا خبر؟ حضور ﷺ نے اُس منافق کو بلا کر دریافت کیا تو اُس نے کہا ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق کررہے تھے

الوسيط في تفسير القرآن المجيد للواحدي، سورة القلم، تحت الآية 10_13، 335/4، 351، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، الطبعة الأولى، 1415 ھ 1994 م.

(12) جامع البيان عن تأويل آي القرآن لابن جرير الطبري، سورة التوبة، تحت الآية 74، 571/11، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان القاهرة مصر. الطبعة الأولى، 1422 ھ 2001 م.

الدر المنثور في التفسير بالمأثور، سورة التوبة، تحت الآية 74، 241/4، دار الفكر بيروت.

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (ترجمہ) کہ اللہ اور رسول سے ٹھٹّھا (مذاق) کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اُس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔[13] (تفسیر اِمام اِبنِ جریر، مطبع مصر، جلد دہم وتفسیر دُرِمنثور اِمام جلال الدین سیوطی)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب کے متعلق طعن کرنا اور آپ کے علم کا انکار کرنا اور آپ کے بارے میں یہ لفظ بولنا کہ اُن کو غیب کی کیا خبر یا لکھنا جیسا کہ **تقویۃ الایمان** میں لکھا ہے کہ رسول کو غیب کی کیا خبر؟[14] کُفر ہے۔

دعوتِ عام: اب بھی آپ اِس مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کے پیشِ نظر تجزیہ کر لیں کون ہیں جو منبروں پر بیٹھ کر علمِ مصطفی کریم ﷺ کو موضوعِ بحث بناتے ہیں کبھی سیّدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت والی بات (حدیثِ افک) پڑھ کر علمِ غیبِ رسول ﷺ کا انکار کریں، کبھی ذاتی علم والی آیات پڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے فیصلہ کریں کہ کون علم کی بات کرتا ہے اور کون لاعلمی ثابت کرنے کے لئے زور لگاتا ہے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے فقیر کا کام تھا بتا دینا۔

ایسے الفاظ بھی نہ بولو جس سے گستاخوں کو موقعہ ملے: اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوبِ کریم ﷺ کی بارگاہ کا اِس حد تک ادب سکھاتا ہے کہ صحابہ کرام کو گفتگو کرنے کے سلیقے فرمائے جا رہے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، آیت۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! ''رَاعِنَا'' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول: جب حضور ﷺ صحابہ کرام کو کچھ وعظ و نصیحت فرماتے تو صحابہ کرام درمیانِ کلام میں کبھی کبھی عرض کرتے ''رَاعِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ'' یعنی یارسول اللہ ہماری رعایت فرمائیے یعنی اپنی گفتگو کو دوبارہ فرمادیجیے تاکہ ہم لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور یہود کی لغت میں لفظ ''رَاعِنَا'' بے ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ یہودیوں نے اِس لفظ کو گستاخی کی نیّت سے کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے ایک دن یہ کلمہ آپ نے اُن کی زبان سے سُن کر فرمایا کہ اے دُشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو اُن کی گردن مار دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ آپ تو ہم پر ناراض ہوتے ہیں حالانکہ مسلمان بھی یہی لفظ بولتے ہیں۔ یہودیوں کے اِس جواب پر آپ رنجیدہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہی ہو رہے تھے کہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں ''رَاعِنَا'' کہنے سے لوگوں کو روک دیا اور اِس معنیٰ کا دوسرا لفظ ''اُنْظُرْنَا'' کہنے کا حکم ہوا۔[15] (تفسیر صاوی، جلد۱)

---

(13) جامع البيان عن تأويل آي القرآن لابن جرير الطبري، سورة التوبة، تحت الآية 65، 545/11، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان القاهرة مصر. الطبعة الأولى، 1422 هـ 2001 م.

الدر المنثور في التفسير بالمأثور، سورة التوبة، تحت الآية 65، 230/4، دار الفكر بيروت.

(14) تقوية الايمان از اسماعيل دهلوى، ص 84، مكتبه نعيميه، صدر بازار، كراچى

(15) حاشية الصاوي على تفسير الجلالين، سورة البقرة، تحت الآية 104، 68/1، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الأولى، 1420 هـ 2000ء.

ثابت ہوا کہ نبی مکرّم رحمتِ عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا اور اُن کی بارگاہ میں ادب کے کلمات بولنا فرض ہے اور جس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ (شبہ) ہو وہ ہرگز زبان پر نہیں لاسکتے اور اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سیّد الانبیاء محبوبِ کبریا ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا کافر ہے چاہے وہ صبح وشام کلمہ طیبہ کی رَٹ ہی کیوں نہ لگاتا ہو۔

(گستاخِ رسول کی سزا سرتن سے جدا اگرچہ بظاہر کلمہ گو کیوں نہ ہو؟)

قرآن کریم کی بہت ساری آیاتِ مبارکہ اِس امر پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول کو واصلِ جہنّم کرنے والوں سے خوشی کا اظہار فرمایا چند واقعات پڑھیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ○ (پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: کیا تم نے اُنہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اُس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اُس پر جو تم سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ اُنہیں دور بہکادے اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

شانِ نُزول: بِشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا، یہودی نے کہا چلو سیّدِ عالم محمد مصطفی ﷺ سے طے کرالیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اُس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اِس لئے اُس نے باوجود مُدّعی ایمان ہونے کے یہ کہا کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ [16] یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔ اِس لئے اُس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اُس کو پنچ تسلیم نہ کیا ناچار منافق کو فیصلے کیلئے سیّدِ عالم ﷺ کی خدمت حاضر ہونا پڑا۔ آپ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اُسے مجبور کرکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، یہودی نے آپ سے عرض کیا میر اُس کا معاملہ سیّدِ عالم ﷺ طے فرما چکے لیکن یہ اُس فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ابھی آکر اُس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرماکر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اُس کو قتل کردیا اور فرمایا جو اللہ اور اُسکے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

اِس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اِس قول وعمل کی تائید وتصدیق کی گئی ہے۔ [17]

(روح المعانی، جلد ۵، تفسیر کثیر، جلد ۵، صواعق محرقہ فصل سادس)

ایمان وبے ایمانی: (۱) اِس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے ہر فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کرے ورنہ بے ایمان ہے۔

---

(16) قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے۔

(17) روح البیان، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 61، 230/2، دار الفکر بیروت.

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 61، 346/2، دار طیبۃ للنشر والتوزیع الریاض السعودیۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1420ھ 1999م.

(۲) حضور نبی پاک ﷺ کو مسلمان ہی اپنا حاکم مطلق باذنہٖ تعالیٰ مانتا ہے ورنہ بے ایمان ہے۔

فاروقی لقب: اُسی موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لقب "فاروق" عطا کیا گیا۔ عربی زبان سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ فاروق اور طاغوت ہم وزن ہیں۔ دونوں صیغے کثرت کے معنے کو ظاہر کرتے ہیں تو اِس آیت سے پہلی آیت میں کعب بن اشرف کو طاغوت کہا گیا جس کا معنی ہے بہت سرکشی والا۔ پس اُس حساب سے فاروق کے معنی ہوں گے حق و باطل میں خوب فرق کرنے والا۔[18]

منافق کون تھا؟: اُس منافق کا نام بشر تھا اور کعب بن اشرف یہودی عالم کی طرف مقدّمہ لے جانا چاہتا تھا۔

مُرتَد کی سزا: یہی وجہ ہوئی اُس کے ایمان سے خارج ہو جانے کی۔ دوسری وجہ اُس منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے کو دل سے برا جان کر انحراف کیا (راستہ بدل لیا) تھا۔ ایمان سے خارج ہونے کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ گستاخ تھا آج تک اَہلِ اسلام میں قتلِ مُرتَد کی جو سزا مقرّر ہے اُس کی بنیاد یہی واقعہ ہے۔

گستاخ کا انجامِ بد: یہ تو ہر اسلامی فرقہ مانتا ہے کہ گستاخِ رسول مُرتَد ہے اور مُرتَد کی سزا قتل ہے لیکن جہالت کے غلبہ سے آج کسی کو کہو کہ یہ تو گستاخی ہے وہ ڈھٹائی و بے شرمی سے اُلٹا گستاخی کو توحید بتائے تو اُس کا کیا علاج؟ اِسی لئے ہم یہ فیصلہ قدرتِ ایزدی پر چھوڑتے ہیں جیسے اُس کا قانون ہے کہ حبیبِ اکرم ﷺ کے گستاخ کو آج نہ سہی تو کل ضرور سزا دے گا اور اتنا سخت کہ کفّار و مُشرکین حیران رہ جائیں گے اور کبھی دنیا میں بھی گرفت فرمالیتا ہے۔

گستاخِ رسول واجب القتل ھے: گستاخی رسول ایک ایسا قبیح (بُرا) اور گھناؤنا عمل ہے اُس کی سزا سر تن سے جدا ہے۔ قرآن وحدیث میں اُس کے بے شمار شَواہد موجود ہیں:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اُس سے روکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شانِ نُزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اُس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا۔ معاملہ سیّدِ عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے زبیر! تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ یہ انصاری کو گراں گزرا اور اُسکی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اُس کی قدر نہ کی تو حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصاف سے دیکھا جائے تو قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[19]

---

(18) روح البیان، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 61، 230/2، دار الفکر بیروت.

(19) مفاتیح الغیب، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 65، 127/10، دار إحیاء التراث العربي بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1420 ھ.

اِمام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانِ نُزول یوں لکھا ہے کہ "جب ایک منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو ترجیح دی آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کو قتل کر دیا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور جو آپ کا فیصلہ نہ مانے وہ مسلمان کب ہے؟ اُس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی :

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ"[20] (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۵)

ترجمہ: آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں جو آپ کا فیصلہ نہ مانے۔

قابلِ غور: مذکورہ بالا دونوں آیات سے واضح ہوا کہ گستاخیِ رسول کا مُرتکب واجب القتل ہے جب کسی مسلمان کے سامنے گستاخی کا اِرتکاب ہو سنّتِ فاروقی یہ ہے کہ گستاخ کے وجود سے فوراً زمین پاک کی جائے عدالتی کاروائی کا انتظار کرنا ایمان کے مُنافی (خلاف) ہے اگر عدالتی کاروائی کا انتظار ضروری ہوتا تو سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عدالتِ رسالت مآب ﷺ کی طرف رُجوع کرتے وہاں سے جو فیصلہ ہوتا اُس پر عمل درآمد کرتے مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ فوراً گستاخ کو واصلِ جہنّم کیا پھر اُن کے اُس فعل پر تائیدِ خداوندی ہوئی قرآنِ پاک کی آیت نازل ہو گئی جو رہتی دنیا تک قانون بن گیا کہ گستاخِ رسول کی سزا سر تن سے جدا۔

گستاخ مر جائے تو اُس کا جنازہ بھی نہ پڑھو:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۸۴)

ترجمہ: اور اُن میں کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اُسکی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فِسق ہی میں مر گئے۔

تفسیر و شانِ نُزول: یہ آیت حضور سرورِ عالم ﷺ کے سب سے بڑے دُشمن رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ جب وہ مرا تو حضور ﷺ نے خُلقِ عظیم کی بناء پر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اُس منافق کا جنازہ نہ پڑھیں لیکن آپ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی اُس کے بیٹے نے جو مسلمان صالح مُخلص صحابی کثیر العبادات تھے اُنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی سیّدِ عالم ﷺ اُن کے باپ عبد اللہ بن اُبیّ کو کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عنایت فرما دیں اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اُس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اُس وقت مُمانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہو گا اِس لئے حضور ﷺ نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیّدِ عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب بدر میں اَسیر (قیدی) ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن اُبیّ نے اپنا کُرتا اُنہیں پہنایا تھا۔ حضور ﷺ کو اُس کا بدلہ دینا بھی منظور تھا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُس کے بعد پھر کبھی سیّدِ عالم ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور ﷺ کی وہ مَصلِحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کفّار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سیّدِ عالم ﷺ کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اُس کے سچے رسول ہیں یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔[21]

---

(20) الدر المنثور في التفسير بالمأثور, سورة النساء, تحت الآية 65, 585/2, دار الفكر بيروت.

(21) روح البيان, سورة التوبة, تحت الآية 84, 479/3, 480, دار الفكر بيروت.

(سوالات کے جوابات)

اِس واقعہ سے منکرینِ کمالاتِ مصطفےٰ ﷺ کہتے ہیں کہ تبرُّکات کا کوئی فائدہ نہیں اگر کچھ ہوتا تو منافق کو فائدہ ہوتا۔ اِس کا جواب اُوپر مذکور ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے قمیص مبارک تبرّک کے لئے نہیں بلکہ اپنے چچا کا بدلہ اُتارنے کیلئے دیا تھا اِس سے تو اُلٹا حضور سرورِعالم ﷺ کا تصرُّف واختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہیں تو مُتبرِّک(بابرکت) اشیاء میں برکت ہونے دیں چاہیں تو اُن سے برکات سَلب(دور) فرمالیں۔ اِس سے وہ اعتراض بھی دفع ہو گیا کہ آپ نے منافق کے منہ میں لُعابِ دہن ڈالا تو کوئی فائدہ نہ ہوا تو اُس کا بھی یہی جواب ہے کہ آپ نے لُعابِ دہن ڈال کر اُس کے منہ کے اندر جو ظاہری طور پر کلمہ پڑھا اور زبان سے کوئی عبادت کی وہ تمام سلب کرلی۔

ہم نبی پاک ﷺ کا تصرُّف طرداً وعکساً(مخالفت اور موافقت) ہر دونوں طرح سے مانتے ہیں یعنی چاہیں تو فضل وکرم سے مالامال فرمادیں چاہیں کسی کو کسی نعمت سے محروم فرمادیں۔(بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی)

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے منافق کو تبرّک سے فائدہ نہ ہونے کی ایک مثال قائم کرکے پھر مُتعدِّد(کثیر) دلائل قائم فرمائے[22] فرمایا: "یہ ایسے ہے جیسے بارش میں تو منافع موجود ہیں لیکن آگے زمین ایسی ہو کہ جس میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں اِس سے یہ کوئی نہیں کہے گا کہ بارش میں منافع نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ زمین خراب ہے ایسے وہابیہ دیوبندیہ کو سمجھانے کے لئے کہا جائے کہ قمیص مبارک کے منافع میں شک نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ منافق کو اُس منافع کے قبول کرنے کی صلاحیت واَہلِیّت نہیں تھی۔

اگرچہ صاحبِ روح البیان کے دور میں وہابی دیوبندی مودودی قسم کے لوگ نہیں تھے لیکن اِبنِ تیمیہ جو مذکورہ پارٹیوں کا گُروہے اُس کے تاثرات موجود تھے اِس لئے صاحبِ روح البیان کو فوائد پر چند دلائل دینے پڑے۔ تفصیل فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان" اور رسالہ "ادب کے فائدے، بے ادبی کے نقصانات" کا مطالعہ کریں۔

احادیث مبارکہ: حضور سرورِعالم نورِ مجسّم رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ پاک میں سب سے بڑا وَسیع باب خُلقِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ صِفت قرآن مجید میں بھی بیان فرمائی۔

آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ دُشمنوں کے لئے بھی چادر بچھا دیتے لیکن یاد رہے کہ وہی رحمۃ للعالمین شفیق رؤف وکریم ﷺ دُشمنانِ اسلام کے لئے نہیں بلکہ بظاہر کلمۂ اسلام پڑھنے والوں کے لئے جہاں سختی فرمائی وہاں نرمی بھی فرمائی لیکن "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار" اور "جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ" کے نُزول سے پہلے ورنہ یہی پیارے رسول تو تھے جو غزوۂ حُنین اور بدر واُحد اور اَحزاب وتَبوک میں دُشمنانِ اسلام سے برسرِپیکار (جنگ میں مشغول) تھے۔ گستاخوں اور بے ادبوں کے لئے آپ کے ارشادِعالیہ اُمّت کی رہبری اور رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

بیمار ہوجائیں تو عیادت نہ کرو مرجائیں تو جنازہ میں نہ جاؤ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مَجُوسَ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللَّهِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ

---

(22) روح البیان, سورة التوبة, تحت الآیة 84, 479/3, دار الفکر بیروت.

فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِم۔[23] (سنن اِبنِ ماجه، کتاب المقدمة، باب فی القدر، جلد اول، صفحہ۱۰۰، حدیث۸۹)

یعنی قضاوقدر (تقدیر) کو جھٹلانے والے اِس اُمّت کے مَجوسی ہیں۔[24] فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو اُن کو عیادت کے لئے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو اُن کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہونا اگر تم سے ملیں تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اِس کے علاوہ دیگر ارشادات و معمولات بدمذاہب کے لئے سخت سے سخت تر ہیں۔ اگر وضاحت مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''الاحادیث النبویه فی علامات الوہابیه'' کا مطالعہ کیجئے۔ یاد رہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بھی رب کریم جلّ مَجدُہٗ العظیم کا حکم بھی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ا (پارہ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۱۱۳)

ترجمہ: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اور فرمایا: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (پارہ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۸)

ترجمہ: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرمایا: فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ۔ (پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۰)

ترجمہ: تو اُن لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

ایسی تصریحات (وضاحتوں) کے باوجود کوئی اپنی ضروریات کے تحت یا کسی دباؤ سے بدمذاہب کے ساتھ مَیل جَول کو اسلام سمجھتا ہے تو پھر اُس جیسا شوم بخت (بد بخت) کون ہوگا۔

گستاخ سے نرم گوئی بھی جائز نہیں: گستاخوں سے مَیل جَول تو دور کی بات ہے اُن بدبختوں سے نرم گوئی (خوش کلامی) بھی گناہ۔ اَحادیثِ مبارکہ میں اِس کی سخت مذمّت فرمائی گئی ہے۔

إذا رأيتم صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فإن الله يبغض كل مبتدع[25] (کنز العمال، جلد اول، صفحہ ۳۷۷، حدیث۱۶۷۶)

یعنی جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اُس کے سامنے تُرش روئی (سخت رویے) سے پیش آؤ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دُشمن رکھتا ہے۔

حدیثِ پاک میں فرمایا جارہا ہے کہ بدمذہبوں سے تُرش رُوئی (سختی) سے پیش آؤ لیکن اُن سے اِتّحاد کرنے والے صُلحِ کلّی کہتے ہیں کہ نہیں خوش روئی (نرمی) سے پیش آؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

گستاخ کی ہر عبادت مردود ھے: مذاہبِ باطِلہ کی عادت ہے کہ اَہلِ ایمان میں سادہ لوگوں کو اپنے دامِ فریب (دھوکہ کے جال) میں پھنسانے کے

---

(23) سنن ابن ماجه, أبواب السنة, باب في القدر, رقم الحديث 92, 69/1, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى، 1430 هـ 2009 م.

(24) حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں۔

(25) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الهمزة, كتاب الإيمان والإسلام من قسم الأفعال, الباب الثاني في الاعتصام بالكتاب والسنة, فصل في البدع, رقم الحديث 1667, 388/1, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة، 1405 هـ 1985 م.

لئے لمبے لمبے سجدے قیام و قراءۃ کرتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے سنّی اُن کی عبادات کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ بڑے نمازی و پرہیز گار ہیں جبکہ اُن کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاۃً وَلَا صَدَقَۃً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَۃً وَلَا جِھَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَۃُ مِنَ الْعَجِینِ۔ (26) (اِبْنِ ماجه، کتاب المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، جلداول، صفحه۵۶، حدیث۴۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی فرض، نہ نفل، بدمذہب دینِ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گُندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

عام بدمذہبوں کا یہ حال ہے تو جو اعلانیہ کافروں سے ہزار درجے بڑے کافر ہوں اُن کا کیا حال ہوگا۔

دوزخی کتّے: ہم جیسے غریب اگر گستاخوں، بدمذہبوں کو اپنی تقاریر یا تصانیف میں حقیقت پر مبنی کوئی بات کہتے تو بعض لوگ ہمیں شدّت پسندی کا شکوہ دیتے ہیں مگر ہمیں اُن کے شِکوے کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے گستاخوں کے متعلق شدّت کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

أهل البدع کلاب أهل النار۔ (27) (کنز العمال، جلداول، صفحه۲۲۳، حدیث۱۱۲۵، دارقطنی)

یعنی "گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتّے ہیں۔"

غور کریں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو بُرا نہ کہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ بُرے کو بُرا کہنا سنّتِ نبوی ہے مذکورہ بالا حدیث شریف میں نبی پاک ﷺ نے بدمذہبوں کو دوزخی بلکہ دوزخ کے کتّے فرمایا۔

بدمذہب کی تعظیم وتعریف کرنے والے کے لئے سخت وعید: صُلح کلیّت کے جراثیم کی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی کی عزّت کروگے تو وہ تمہارے قریب ہوگا تمہاری بات سنے گا جب تم اُس کا ہاتھ ملانا ہی گناہ سمجھتے ہو وہ تمہاری بات کیا سنے گا، ہم کہتے ہیں کسی گستاخ کی تعظیم انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ مؤمن کے ایمان کا گھاٹا ہے نہ صرف اُس کا نقصان بلکہ مِلّتِ اسلامیہ کا نقصان ہے حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ أَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْإِسْلَامِ۔ (28) (مجموع الفتاوی، جلد۱۸، صفحه۳۴۶، مشکوٰة)

یعنی جس شخص نے بدمذہب کی عزّت کی اُس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔

جن کی صُحبت اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے اُن کی جو عزّت و تکریم کرے اُن سے اِتّحاد کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف ہے اور اسلام کو گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

---

(26) سنن ابن ماجه, أبواب السنة, باب اجتناب البدع والجدل, رقم الحديث 49, 34/1, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى، 1430ھ 2009م.

(27) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الهمزة, كتاب الإيمان والإسلام من قسم الأفعال, الباب الثاني في الاعتصام بالكتاب والسنة, فصل في البدع, رقم الحديث 1125, 388/1, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة، 1405ھ 1985م.

(28) مجموع الفتاوى لابن تيمية, 346/18, مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف المدينة المنورة السعودية, 1425ھ 2004م.

مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان, باب الاعتصام بالكتاب والسنة, الفصل الثالث, رقم الحديث 189, 66/1, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.

إذا مدح الفاسق غضب الرب فاهتز لذلك العرش۔ [29] (کنز العمال، جلد۳، صفحہ۵۷۵، حدیث ۷۹۶۴، بیہقی)

یعنی جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے۔

جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اَولیاءِ کرام کے گستاخ ہیں وہ سب سے بڑے فاسِق اور گمراہ ہیں تو اُن کی تعریف کرنا اُن سے اِتّحاد کرنا کس قدر ربِ قہّار کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن يصافح المشركون أو يكنوا أو يرحب بهم۔ [30] (کنز العمال، جلد۹، صفحہ۱۳۱، حدیث ۲۵۳۴۹، ابو نعیم)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مُشرکوں سے مُصافحہ کیا جائے یا اُنہیں کنیت سے ذکر کیا جائے اور نہ آتے وقت اُنہیں مرحبا کہا جائے۔

یہ بہت کم درجے کی عزّت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے فلاں کا باپ کہہ دیا جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو آیئے کہہ دیا جائے۔

درسِ عبرت: کفّار کے بارے میں حدیث اِس سے بھی منع فرماتی ہے اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مُضر (نقصان دہ) نام ونہاد اُن مولویوں سے اِتّحاد ہے جو نبی کریم ﷺ کے علم اور آپ ﷺ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں اُن سے اِتّحاد کرنا اُن کے مولویوں کو بڑے بڑے اَلقاب سے ذکر کرنا اُن کا شان سے استقبال کرنا جلسوں میں اُن کی تقریریں مسلمانوں کو سنانا حالانکہ بے دینوں بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عُہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں اُن کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے، اپنے جلسوں میں اِعزازی عُہدے دینا کس قدر گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے۔

معمولاتِ صحابہ کرام: صحابہ کرام جو اُمّتِ مسلمہ کے لئے معیارِ حق ہیں جن کی اِقتداء (پیروی) کو ہدایت فرمایا گیا ہے۔ جنہیں قرآن پاک میں ''رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کا اعزاز نصیب ہوا ہو اُن کی مبارک زندگیاں ''تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول ﷺ'' کا عملی نمونہ تھیں ملاحظہ کریں: حضرت مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ

وَهَكَذَا كَانَ دَأْبُ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي جَمِيعِ الْأَزْمَانِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا يُقَاطِعُونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مَعَ حَاجَتِهِمْ إِلَيْهِ وَآثَرُوا رِضَا اللَّهِ تَعَالَى عَلَى ذَلِكَ [31] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار)

یعنی صحابہ کرام اور اُن کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ (Boycott) کرتے رہے حالانکہ اُن ایمانداروں کو دنیاوی طور پر اُن مخالفوں کی اِحتیاج (ضرورت) بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اُس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ (Boycott) کرتے تھے۔

---

(29) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الهمزة, كتاب الأخلاق من قسم الأفعال, الباب الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة, الفصل الثالث في أخلاق وأفعال مذمومة تختص باللسان, رقم الحديث 7964, 575/3, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة. 1405 هـ 1985 م.
شعب الإيمان, حفظ اللسان, رقم الحديث 4886, 230/4, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى. 1421 هـ 2000 م.

(30) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الصاد, كتاب الصحبة من قسم الأقوال, الباب الرابع في حقوق تترتب على الصحبة, السلام وفضائله وأحكامه وآدابه ومحظوراته, المصافحة, رقم الحديث 25349, 131/9, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة. 1405 هـ 1985 م.
حلية الأولياء وطبقات الأصفياء, ذكر بعض أيمة البلدان ومحاسن الزمان, إسحاق بن إبراهيم الحنظلي, مسانيد حديثه, 236/9, مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر, 1394 هـ 1974 م.

(31) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, باب صفة القيامة والجنة والنار, باب الحوض والشفاعة, 3550/8, دار الفكر بيروت لبنان, الطبعة الأولى. 1422هـ 2002م.

(بائیکاٹ(Boycott)تومعمولی سزاہے)

لڑائی اور مارپٹائی کی نوبت پہنچ جاتی تھی: چنانچہ بخاری شریف، کتاب الصلح اور علامہ عینی ''وَاِنْ طَآ ئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا '' کے شانِ نُزول میں شرح بخاری عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روای ہیں:

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ۔[32]

(صحیح بخاری، جلد ۳، صفحہ ۱۸۳، حدیث ۲۶۹۱، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۶۱)

یعنی عرض کی گئی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عبداللہ بن اُبی کے ہاں چل کر اُس کے ساتھ صُلح کی بات کیجئے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ بن اُبیّ کے ہاں تشریف لے گئے۔اُس نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اِس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبودار ہے۔اِس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو اُن کی آپس میں ہاتھاپائی شروع ہوگئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

صحابہ کرام کا عمل ہمارے لئے کامل نمونہ: (۱)صحابہ کرام کے نزدیک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ادب کتنا ملحوظِ خاطر تھا کہ گدھے کے مقابلے میں بظاہر کلمہ گو عبداللہ اور اُس کی پارٹی سے ہاتھاپائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا۔

(۲)صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر شے محبوب ہے۔

(۳)اگرچہ گدھا میں واقعی بونا گوار تھی لیکن اُس سے نفرت بھی صحابہ کرام کو ناگوار تھی۔

(۴)بدمذہب کتناہی ذی وقار ہو وہ جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں۔

عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی ناگوار: حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''شفاء شریف'' میں لکھتے ہیں کہ

وَحُكِيَ أَنَّ جَهْجَاهًا الْغِفَارِيَّ أَخَذَ قَضِيبَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رضي الله عنه وَتَنَاوَلَهُ لِيَكْسِرَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَأَخَذَتْهُ الْأَكِلَةُ فِي رُكْبَتِهِ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ۔[33] (الشفاء، جلداول، صفحہ ۳۲۱)

---

(32)صحيح البخاري, كتاب الصلح, باب ما جاء في الإصلاح بين الناس, رقم الحديث 2691, الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر، 1311 هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري, كتاب الصلح, باب ما جاء في الإصلاح بين الناس, رقم الحديث 2690, 266/13.

(33)الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الثاني, الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره, الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد, 129/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

یعنی جہجاہ غفاری نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا عَصاء لے کر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اتنی بے ادبی کی وجہ سے اُس کے گھٹنے میں آکِلَہ کا مرض (کوڑھ) پیدا ہو گیا اُس نے گھٹنا کاٹ ڈالا اور ایک سال کے اندر مر گیا۔

فوائد و عقائد: (۱) عصاءِ مبارک بطورِ تبرّک محفوظ تھا اِس سے صحابہ کرام کا تبرّکات سے عشق کا ثبوت ملا۔

(۲) تبرّک کی بے ادبی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہ جنگوں دُشمنوں کے نرغوں (محاصروں) میں نہ چیخے لیکن عَصاءِ مبارک کی بے ادبی و گستاخی سے چیخ چلائے اِس سے معلوم ہوا کہ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب اشیاء سے کتنی عقیدت اور محبت تھی۔

(۳) بے ادب و گستاخ کا انجام بُرا ہے اگر چہ کسی کو جلدی سے کسی کو دیر کے بعد۔

گستاخوں کی صُحبت کی نحوست: حدیث شریف میں ابو الطفیل سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَا لَهُ وَأَخَذَ بِبَشَرَةِ جَبْهَتِهِ فَقَالَ بِهَا هَكَذَا وَغَمَزَ جَبْهَتَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَنَبَتَ شَعْرَةٌ فِي جَبْهَتِهِ كَأَنَّهَا هُلْبَةُ فَرَسٍ فَشَبَّ الْغُلَامُ فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ الْخَوَارِجِ أَحَبَّهُمْ فَسَقَطَتِ الشَّعْرَةُ عَنْ جَبْهَتِهِ فَأَخَذَهُ أَبُوهُ فَقَيَّدَهُ مَخَافَةَ أَنْ يَلْحَقَ بِهِمْ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَوَعَظْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ فِيمَا نَقُولُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ بَرَكَةَ دَعْوَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ وَقَعَتْ مِنْ جَبْهَتِكَ فَمَا زِلْنَا بِهِ حَتَّى رَجَعَ عَنْ رَأْيِهِمْ قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ الشَّعْرَةَ بَعْدُ فِي جَبْهَتِهِ وَتَابَ وَأَصْلَحَ [34] (مصنف اِبنِ ابی شیبۃ، جلد۷، صفحہ۵۵۶، حدیث ۳۷۹۰۴)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے اُس کو دعا دی اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا، اثر اُس کا یہ ہوا کی اُس کی پیشانی پر خاص طور پر بال اُگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارِج کا زمانہ پہنچا اور اُن سے اُس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جن پر دستِ مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اُس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اُس کو قید کر دیا کہ کہیں اُن میں نہ مل جائے۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس کے پاس گئے اُسے وعظ و نصیحت کی اور کہا: دیکھو تم جو اُن لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جب تک اُس نوجوان نے اُن کی رائے سے رُجوع نہ کیا ہم اُس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب اُن کی محبت اُس سے مٹ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے بال اُس کی پیشانی پر لوٹا دیئے اور وہ صِدقِ دل سے تائب ہو گیا۔

فیصلہ ربانی برائے گستاخِ رسالت: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ہنستے ہو۔

---

(34) مصنف ابن أبي شيبة, كتاب الجمل, ما ذكر في الخوارج, رقم الحديث 37904, 556/7, دار التاج لبنان, الطبعة الأولى, 1409 هـ 1989 م.

گستاخ منافقین کا مسجد سے اِخراج: گستاخوں کو ہم مساجد سے نکالتے ہیں ہمارے بعض احباب ہمیں شدّت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لوگ اِس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ گستاخوں، منافقین کو مسجد سے نکالنا نبی کریم ﷺ کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گستاخوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی آپ نے صرف حکم پر اِکتفا نہیں فرمایا بلکہ گستاخوں کو سختی سے اپنی مسجد شریف سے نکلوا دیا۔ حضرت عبداللہ اِبنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ جُمُعَةٍ خَطِیبًا فَقَالَ قُمْ یَا فُلَانُ فَاخْرُجْ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ اخْرُجْ یَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ فَأَخْرَجَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَفَضَحَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهُ فَلَقِیَهُمْ عُمَرُ وَهُمْ یَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ اسْتِحْیَاءً أَنَّهُ لَمْ یَشْهَدِ الْجُمُعَةَ وَظَنَّ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا وَاخْتَبَئُوا هُمْ مِنْ عُمَرَ وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِأَمْرِهِمْ. فَدَخَلَ عُمَرُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ لَمْ یَنْصَرِفُوا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَبْشِرْ یَا عُمَرُ فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِینَ الْیَوْمَ۔ (35)

(تفسیر روح المعانی، جلد۱۱، صفحہ۱۱، تفسیر الالوسی، جلد۷، صفحہ ۳۴۷، المعجم الاوسط، جلد اول، صفحہ۲۴۱، رقم الحدیث ۷۹۲، مجمع الزوائد، جلد۷، صفحہ۱۱۱)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے فلاں تو منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا، اے فلاں تو بھی منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور اُن کو سب کے سامنے رُسوا کیا اُس جمعہ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رُسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیّدنا فاروق اعظم آ رہے تھے آپ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا ہے لیکن منافق فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چُھپ رہے تھے پھر جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا بعد میں ایک صحابی نے کہا: اے عمر تجھے خوشخبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رُسوا کر دیا ہے۔

سیرتِ اِبنِ ہشام میں ایک عنوان ہے: ''طَرْدُ الْمُنَافِقِینَ مِنْ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ''

اور اُس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجدِ نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سُن کر ٹھٹھے (مذاق) کرتے، دین کا مذاق اُڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجدِ نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: فَأُخْرِجُوا مِنَ الْمَسْجِدِ إِخْرَاجًا عَنِیفًا۔ (36) (سیرتِ اِبنِ ہشام، جلد۱، صفحہ ۵۲۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ منافقین کو سختی سے نکال دیا جائے۔

---

(35) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني, 12/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1415 ھ 1994 م.
المعجم الأوسط, باب الألف, من اسمه أحمد, رقم الحديث 792, 241/1, دار الحرمين القاهرة, 1415 ھ 1995 م.
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد, كتاب التفسير, سورة براءة, رقم الحديث 11053, 33/7, مكتبة القدسي القاهرة, 1414 ھ 1994 م.
(36) سيرة ابن هشام, 528/1, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية, 1375 ھ 1955 م.

صحابہ کرام نے منافقین کو پکڑ پکڑ کر باھر نکالا: حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عُمر بن قَیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ پھر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا۔ اُس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اُس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اُس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ ابو ایوب فرماتے جاتے: ''أُفّ لک مُنَافِقًا خَبِیثًا'' یعنی ''ارے خبیث منافق تجھ پر بہت افسوس ہے۔'' اے منافق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے نکل جا اور اُدھر حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ نے زیب بن عُمر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اُس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اُس منافق نے کہا: اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے، تو اُنہوں نے فرمایا: خدا تجھے دفعہ کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اِس سے بھی سخت تر ہے۔

فَلَا تَقْرَبَنَّ مَسْجِدَ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔[37] (سیرتِ اِبْنِ ہشام، جلد۱، صفحہ ۵۲۸)

یعنی آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

مُلحدوں سے کیا مُرَوَّت کیجئے: بنو نَجّار قبیلہ کے دو صحابہ ابو محمد مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے ابو محمد مسعود رضی اللہ عنہ نے قیس بن عَمرو کو جو منافقین میں سے نوجوان تھا گُدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم فرمایا ہے۔ حارث بن عَمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا: اے اِبنِ حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے۔ تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا: اے خدا کے دُشمن تو اِسی لائق ہے اور تو نجس ہے اور پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ اُدھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زوی بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس ہے کہ تجھ پر شیطان کا تَسلّط (غلبہ) ہے۔[38]

(سیرت اِبْنِ ہشام)

درسِ عبرت: اَہلِ انصاف کو اِن واقعات سے عبرت حاصل کرنا کافی ہے کیونکہ مَنشاءِ ایزدی (مرضیٔ خدا) اور تقاضائے حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے بلکہ جملہ انبیاءِ کرام کی بھی یہی سنّت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْۤ اِبْرٰہِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِہِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗۤ۔ (پارہ ۲۷، سورۃ الممتحنۃ، آیت ۴)

ترجمہ: بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اُس کے ساتھ والوں میں جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دُشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

فائدہ: تفسیر روح المعانی میں حدیثِ قُدسی منقول ہے:

یقول اللہ تبارك وتعالی وعزتي لا ینال رحمتي من لم یوال أولیائي ویعاد أعدائي[39] (تفسیر روح المعانی، سورۃ المجادلۃ تحت آیت ۲۲)

---

(37) سیرۃ ابن ہشام، 1/528، 529، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ بمصر، الطبعۃ الثانیۃ۔ 1375 ھ 1955 م۔

(38) سیرۃ ابن ہشام، 1/529، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ بمصر، الطبعۃ الثانیۃ۔ 1375 ھ 1955 م۔

(39) روح المعاني في تفسیر القرآن العظیم والسبع المثاني، 14/229، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی۔ 1415 ھ 1994 م۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزّت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دُشمنوں کے ساتھ دُشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔

ماں باپ قربان آپ پر یا رسول اللہ ﷺ: یوں تو ہم بھی ہزار بار یہ بات منہ سے کہتے ہیں: ''فِدَاكَ أَبِيْ وَ أُمِيْ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ'' یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ۔ لیکن حال یہ ہے کہ گستاخ کی گستاخی جاننے پہچاننے کے باوجود گستاخ سے برادرانہ سُلوک، یارانہ اور ملامت گو (ٹوکنے والوں) کو سَبّ و شتم بائیکاٹ (Boycott)۔ ہم اِن قُدسی صفات کی غیرت دکھاتے ہیں جن پر اسلام کو ناز ہے۔

حضرت ابو عُبیدہ بن جرّاح رضی اللّٰہ عنہ: سیّدنا ابو عُبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اُسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اُس باپ کو قتل کر دیا۔ روح المعانی میں ہے:

عن أنس قال كان أبي أبو عبيدة قتل أباه وهو من جملة أسارى بدر بيده لما سمع منه في رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلم ما يكره ونهاه فلم ينته۔ (40) (تفسیر الالوسی، جلد۲۰، صفحہ۲۰۴)(روح المعانی، جلد۲۸، صفحہ۳۷)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوعُبیدہ نے اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا جبکہ وہ بدر کے قیدیوں میں قید ہو کر آیا جب اُس سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مذمّت کرتا ہے تو پہلے اُسے روکا جب وہ نہ رُکا تو پھر اُسے قتل کر دیا۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا سنہری دورِ خلافت اور دُشمنِ احمد پہ شدّت

حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے والد کو گستاخی کرنے پر تھپڑ مارنے کا واقعہ تو فقیر عرض کر چکا۔ آپ کے دورِ خلافت میں جھوٹے مدعیانِ نبوت ملعونوں نے سر اُٹھایا آپ نے عشقِ رسول ﷺ کی دولتِ لازوال کے سبب اُن کی ایسے سرکوبی فرمائی (یعنی ایسے کچلا) کہ قیامت تک کوئی منحوس نبوّت کے جھوٹے دعویٰ کی جرأت نہ کرے گا اگر کسی نے یہ جرأت کی تو سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں نے اُسے جہنّم رسید کر دیا جیسے رَواں صدی میں دجّال کذّاب غلام احمد قادیانی آنجہانی (مردار) نے جھوٹا دعویٰ نبوّت کیا تو تاجدارِ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب قُدّس سِرّہٗ نے اُس خبیث کی خوب خبر لی آخر وہ واصلِ جہنّم ہوا۔

گستاخی کرنے والی کے دانت نکلوادیئے: خلفیہ بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت (۱۱۔۱۳ھ) میں یمامہ میں دو گانے والی عورتوں میں سے ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی گلوچ کیا تو یمامہ کے حاکم حضرت مہاجر بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اُس کے سامنے والے دو دانت نکلوا دیئے اُس پر حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاکمِ یمامہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اُس عورت کو سزا دی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اگر آپ پہلے اُسے یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں آپ کو اُس کے قتل کا حکم دیتا۔ خلیفۂ اوّل سے یہ الفاظ منقول ہیں:

---

(40) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني, 230/14, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1415 ھ 1994 م.

فلولا ما سبقتني فيها لأمرتك بقتلها لأن حد الأنبياء ليس يشبه الحدود فمن تعاطى ذلك من مسلم فهو مرتد أو معاهد فهو محارب غادر۔ [41] (تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۸)(تاریخ الطبری، جلد۲، صفحہ۳۰۵)

یعنی اگر آپ میرا فیصلہ آنے سے پہلے اُس خاتون کو سزا نہ دیتے تو میں آپ کو اُسے قتل کرنے کا حکم دیتا پس مسلمانوں میں سے جو اُس برائی (گستاخی رسول) کا مرتکب ہوتا ہے، وہ مُرتَد یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر ایسا شخص کسی معاہدے کے تحت امان یافتہ ہے تب ایسا شخص حَربی(مقاتل) ہے اور مسلمانوں سے غداری کرنے والا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اِس حکم سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

(۲) خواہ کہ ایسا شخص مسلم ہو یا معاہدہ۔

(۳) خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

(۴) ایسے شخص کا قتل بطورِ حد ہو گا بطورِ تعزیر نہیں۔ [42]

(۵) ایسے شخص کی حد کی سزا توبہ کرنے سے پہلے نافذ کی جائے گی۔

(۶) کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے حُدود کا نفاذ عام انسانوں کے لئے حُدود کے نِفاذ سے مختلف ہوتا ہے۔

(۷) جبکہ حاکمِ یمامہ مہاجر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اُس عورت پر پہلے ہی اپنے اِجتہاد سے حد کی سزا نافذ کر چکے تھے۔ اِس لئے خلیفہِ اوّل نے دو حدیں قائم نہیں کیں۔

گستاخ اِمامِ مسجد کو قتل کرا دیا: سورۃ ''عَبَسَ وَ تَوَلّٰیٓ'' (عبس:۲) کا شانِ نُزول مفسّرینِ کرام نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ رؤساءِ (سرداران) قریش کو دعوت پہنچانے میں مشغول تھے آپ کی تمام تر توجہ اُنہی کی طرف تھی اچانک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن اُمِ مکتوم بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ یہ اوّلین مہاجرین میں سے تھے عموماً حاضرِ خدمت ہوتے رہتے، تعلیماتِ دین حاصل کرتے، مسائل دریافت کرتے، حسبِ معمول آج بھی آتے ہی سوالات کئے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے آدابِ مجلس کا خیال نہ رکھ سکے، آگے بڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف متوجہ وراغب کرنا چاہا آپ اُس وقت چونکہ ایک اہم اَمر میں مشغول و مصروف تھے سو متوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ حضرت عبد اللہ بن مکتوم اپنا منہ آگے کرتے دورانِ گفتگو خلل اندازی پر چہرہ اَقدس پر کچھ رنج و ملال کی کیفیت ظاہر ہوئی اُس پر باری تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس اَمر کی تلقین کی گئی وہ نا سمجھ تھا اُس کی دِلجوئی بھی تو مقصود تھی ایسے آثار چہرہ اَقدس پر ظاہر نہیں ہونے چاہیے تاکہ ایسا مخلص صحابی آپ کی شفقت و دِلجوئی سے محروم نہ ہو اب ظاہراً اِس آیۂ کریمہ میں تنبیہ کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اِس سورۃ کے نُزول کے

---

(41) تاريخ الخلفاء, رقم الصفحة 81, مكتبة نزار مصطفى الباز. الطبعة الأولى, 1425هـ2004م.
تاريخ الطبري, حوادث السنة الحادية العشرة بعد وفاة رسول الله, ذكر خبر حضر موت في ردتهم, 341/3, دار المعارف بمصر, الطبعة الثانية, 1387 هـ 1967 م.

(42) حدود وہ سزائیں ہیں جو اسلامی قانون میں متعین اور مقرر ہیں۔ تعزیر وہ سزائیں ہیں جو قاضی کے اختیار پر مبنی ہوتی ہیں اور جرم کی نوعیت کے مطابق دی جاتی ہیں۔

بعد منافقین نے شور مچادیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے اور لوگوں کے دلوں سے محبتِ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ختم کرنے کی سازش کے لئے اِس سورت کی تلاوت بار بار کرتے حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک منافق اِمام مسجد کا یہ معمول تھا وہ عموماً فجر کی نماز میں یہی سورت پڑھتا اور دل میں یہ کیفیت مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تنبیہہ فرمائی ہے یہاں تک کہ

روی أن عمر اِبْنِ الخطاب رضی اللّٰہ عنہ بلغہ أن بعض المنافقین یؤم قومہ فلا یقرأ فیھم إلا سورۃ عبس فأرسل إلیہ فضرب عنقہ. [43] (تفسیر روح البیان، جلد۱۰، صفحہ۳۵۸)

یعنی روایت ہے کہ یہ بات سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی اِمامت کراتا ہے وہ باجماعت نماز میں سورۃ ''عَبَسَ وَ تَوَلّٰی'' ہی پڑھتا ہے آپ نے اُسے بُلا بھیجا (بغیر مزید تحقیق کے) اُس کا سر قلم کروادیا۔[44] یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اُس شخص کے عمل سے یہ بات از خود مُتَحَقَّق (ثابت) ہوگئی اور آپ کو یقینِ کامل حاصل ہوگیا کہ اُسی سورت کو مُداومَت و ہمشیگی سے پڑھنے کا سبب و علّت درپردہ بے ادبی و گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور علامات بھی گستاخانِ رسول کی آپ کے پیشِ نظر تھیں۔ اُس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُس کے بُغض و عناد، حسد و کینہ کی کیفیات بھی اُس کے گستاخِ رسول ہونے پر واضح دلالت کررہی تھیں۔ یہ بات لائقِ توجہ ہے کہ اُس شخص نے زبان سے قولاً یا فعلاً، اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی صورت میں شانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تنقیص و تحقیر پر مشتمل کوئی کلمہ آپ کے سامنے نہیں کہا بلکہ محض اُس کے عمل اور مستقل (روزانہ کے) معمول سے اَمرِ واقعہ آپ پر مُحَقَّق ہوا کہ اُس کے دل میں گستاخی رسول پنہاں (چھپی ہوئی) ہے یا یہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کا اشارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ سو کسی مزید تحقیق و تفتیش اور صفائی کا موقعہ دیئے بغیر کہ کس نیّت سے تم پڑھتے ہو، کس سے نہیں، نیّت کیا اعتبارات کو ترک کرتے ہوئے، تفصیلات میں جائے بغیر بے ادبی و گستاخی رسول کے جرم پر اُس کا سَر قلم کردیا۔

اب بھی لباسِ خضر میں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں: دورِ حاضرہ میں بھی بہت سارے نام نہاد اسلام کے ٹھیکہ دار بن کر درسِ قرآن کی محافل سجا کر سادہ لوح لوگوں کو بُتوں کی مذمّت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر محبوبانِ خدا بالخصوص سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کرنے کی سازش کررہے ہیں۔ ایسے بہروپیوں سے خبردار رہیں جو قرآن کی آڑ میں گستاخی و بے ادبی کا جال پھیلا رہے ہیں۔

وہابی، دیوبندی، نجدی، خوارج کی گستاخی و بے ادبی اُن کی کُتب میں واضح ہیں اُن سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔

کاش آج فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہوتے قرآن کی آڑ میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کو سرِعام سولی پر لٹکاتے۔ اللہ ہمارے مسلم حکمرانوں کو غیرتِ ایمانی کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔

---

(43) روح البیان, سورۃ عبس, تحت الآیۃ 2, 331/10, دار الفکر بیروت.

(44) تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان زیر آیت ''عَبَسَ وَتَوَلّٰی'' کا مطالعہ کریں۔

علمِ مصطفی ﷺ پر حملہ کرنے والا: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک جگہ قیام فرمایا تو آپ کی اُونٹنی گم ہوگئی، صحابہ کرام اُس کی تلاش میں نکلے دریں اَثناء(اسی دوران) حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے خیمے میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: لقد عجبت مما ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم

یارو! آج عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُونٹنی کہاں ہے؟ پھر حکم فرمایا کہ جاؤ فلاں جھاڑی سے اُونٹنی کی رسی پھنس گئی ہے اُسے چھڑا کر لاؤ چنانچہ اِسی طرح تھا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اُن کے خیمہ میں سے ایک وہ شخص بولا جس نے زید بن اللصیت کی بات سنی تھی جو کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُدھر تو آسمانی خبروں کے مُدّعی ہیں لیکن یہاں یہ حال ہے کہ اونٹنی کا پتہ نہیں اور کہا کہ یہی بات تمہارے رفیق زید بن اللصیت نے کہی تھی حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے زید منافق کو گردن سے پکڑ کر تھپڑ مارتے ہوئے کہا:

إنك لداهية في رحلي اخرج يا عدو الله منه۔[45] (اعلام النبوۃ، صفحہ۱۲۱، بیروت)

یعنی میرے خیمہ میں اے منحوس تو آدھمکا نکل جا میرے خیمے سے۔

بے ادب سے بول چال ختم: حضرت عبداللہ اِبنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا۔ عبداللہ اِبنِ مغفل رضی اللہ عنہ نے سائل کو ایک حدیث پیش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اُس نے حدیث پر کچھ اعتراض کیا۔ عبداللہ اِبنِ مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: تو سال میں بعض دفعہ آتا ہے ساری زندگی اُس کے ساتھ نہیں بولے کہ تو اتنا گستاخ ہے میں تیرے سامنے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پیش کرتا ہوں اور تو اپنی عقل کو پیش کرتا ہے؟ ایسے گستاخ انسان کے ساتھ میں بولنا ہی نہیں چاہتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے سامنے اپنی عقل کو پیش کرتا ہو۔[46]

حکمِ عُدولی پر قتل کی دھمکی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو بیک لفظ تین طلاقیں دی ہیں تو آپ جلال میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ ایک شخص آپ کی ناراضگی دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں اُسے قتل نہ کردوں۔[47]

درسِ عبرت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کسی بھی مَصلِحت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

دُشمنِ احمد پر شدّت اور حضرت جبریل علیہ السلام: اِبنِ ہشام نے کہا کہ مکّہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ستانے والوں میں پانچ افراد کے نام نمایاں ہیں اسود بن عبد یغوث بن وہب، اَسود بن مطلب بن اسد، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حارث بن طلاطلہ خزاعی۔ یہ پانچوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر واصلِ جہنّم ہوئے۔

---

(45) إعلام النبوة للماوردي, الباب العاشر فيما سمع من معجزات أقواله, فصل أقسام أخبار الآحاد, رقم الصفحة 120, دار ومكتبة الهلال بيروت, الطبعة الأول, 1409 هـ.

(46) المستدرك على الصحيحين, كتاب الأدب, النهي عن الخذف, 5/403, الحديث 7830, دار المعرفة, سنة النشر: 1418هـ/1998م

المستدرك على الصحيحين, كتاب الأدب, النهي عن الخذف, 5/402, الحديث 7829, دار المعرفة, سنة النشر: 1418هـ/1998م

(47) مشكاة المصابيح, كتاب النكاح, باب الخلع والطلاق, الفصل الثالث, 2/980, الحديث 3292-[19], المكتب الإسلامي–بيروت, الطبعة: الثالثة, 1985م

سیرت اِبْنِ ہشام میں مزید واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ کعبہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہوگئے۔ اللہ کے رسول کا مذاق اڑانے والے یہ پانچوں اَشخاص اُس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اسود بن عبدیغوث آپ کے قریب سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اُس کا پیٹ سوج گیا اور وہ مر گیا، اَسود بن مطلب آپ کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اُسکے چہرہ پر ایک سبز پتہ پھینکا اُس کی بینائی جاتی رہی۔[48]

اسے اندھا کردیے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسود بن مطلب کی ایذا رسانی(اذیت رسانی) اور تَمَسْخُر(مذاق اڑانے) کے سبب سے اُس کے لئے اُس کی بینائی ختم ہونے کی دعا فرمائی تھی: اَللّٰھُمَّ أَعْمِ بَصَرَہُ وَأَثْکِلْہُ وَلَدَہُ۔[49] (دلائل النبوۃ لابی نعیم، جلد اول، صفحہ ۲۳۴)

یعنی ”اے اللہ! اُسے اندھا کردے اور اُسے اُس کے لڑکے کی موت پر رُلا۔“

ولید بن مغیرہ آپ کے نزدیک سے گزرا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس کے پاؤں کے ٹخنے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کچھ عرصہ قبل اُسے لگا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارے سے وہ زخم دوبارہ خراب ہوگیا اور اُسی سے اُس کی موت واقع ہوئی۔

عاص بن وائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس کے پاؤں کے تلوے کے درمیانی حصّہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوکر طائف گیا۔ گدھا ایک زہریلے خاردار پودے پر بیٹھ گیا۔ عاص کے پاؤں کے تلوے کے وُسطی (درمیانی) حصّہ میں کانٹا چبھ گیا جو اُس کی موت کا سبب بنا۔ پھر حارث بن الطلاطلۃ آپ کے پاس سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس کے سر کی طرف اشارہ کیا اُس کا سر سوج گیا اور پیپ سے بھر گیا۔ سارا بھیجا گھل کر پیپ بن گیا اور یہی اُس کی موت کا سبب بنا۔[50] (سیرۃ اِبْنِ ہشام، جلد اول، صفحہ ۴۱۰)(سیرتِ سرور عالم از مودودی، جلد ۲)

یہ واقعات مودودی نے لکھے ہیں جبکہ خود گستاخیاں کرتے تھکتا نہ تھا تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”آئینہ مودودی“۔

اللہ تعالٰی نے اُن مذاق اڑانے والوں کے متعلق فرمایا تھا: اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ ○ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹۵)

ترجمہ: بیشک اُن ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

یعنی آپ کی طرف سے ہم اُن مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں۔

گستاخ ابولھب کا انجام: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب گستاخِ رسالت کا مجرم تھا۔ اُس کا نام عبدالعُزّی بن عبدالمطلب تھا۔ اِبْنِ سعد نے لکھاہے کہ اُس کا چہرہ اتنا سُرخ اور سفید تھا کہ ابولہب کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوہِ صفا پر کھڑے ہوکر مکّہ

---

(48)سیرۃ ابن هشام, 1/408, 410, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية، 1375 هـ 1955 م.

(49)دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني, الفصل السدس عشر الفصل العشرون في ذكر ما دار بينه وبين المشركين لما أظهر الدعوة إلخ, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية، 1375 هـ 1955 م.

(50)سیرۃ ابن هشام, 1/410, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية، 1375 هـ 1955 م.

والوں کو اسلام کی دعوت دی تو ابو لہب نے مجمع میں سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے آپ کی مخالفت کی اور کہا تمہاری بربادی ہو، کیا تم نے اِس لئے ہمیں جمع کیا تھا[51] وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں بہت زیادہ جھوٹ بکتا آپ کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتا تھا۔

غزوہ بدر میں کفّار کو شکست ہوئی جس میں مکّہ والوں کے بڑے بڑے سورما (بہادر) واصلِ جہنّم ہوئے اُس شکست کی خبر جب مکّہ پہنچی تو ابو لہب کو اتنا دکھ ہوا کہ وہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ وہ "عدسہ" نامی بیماری میں مبتلا ہوا جو طاعون سے ملتی جلتی ہے اُس بیماری کے دوران اُس کے اہلِ خانہ چھوت کے ڈر سے اُس کے قریب نہ آتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی اُس کی لاش کے قریب نہ آیا۔ اُس کی لاش سڑ گئی اور اُس سے بدبو آنے لگی جب لوگوں نے اُس کے بیٹے کو طعنے دینے شروع کیے تو اُنہوں نے کچھ حبشیوں کو اُجرت دے کر اُس کی لاش اُٹھوائی اور اُنہی حبشیوں نے اُسے دفن کیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اُنہوں نے گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اُس کی لاش کو دھکیل کر اُس میں پھینک دیا اور اُوپر سے مٹی اور پتھر ڈال کر اُسے پُر کر دیا۔[52]

(سیرت اِبنِ ہشام، ج ۲)

اِس طرح کے واقعات فقیر کی کتاب "گستاخوں کا برا انجام" میں ملاحظہ کریں۔

گستاخوں پہ شدّت اور صحابہ کرام: مدینہ منوّرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نظامِ ریاستی وسرکاری قانون کے طور پر نافذ تھا جسے تمام اداروں اور شہریوں پر بالادستی (فوقیت) حاصل تھی۔ عدالتِ نبوی ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت تھی۔ تمام جرائم کے مقدّمات میں حتمی اور آخری فیصلہ اُسی عدالت کا ہوتا تھا۔ گستاخیِ رسول کا جرم بھی اُن جرائم میں شامل تھا جو ریاستی قانون کی گرفت میں آتے اور مُستَوجِب (لائق) سزا تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے مجرمین کو عدالتِ نبوی سے سزائیں بھی دی گئیں۔ بعض مقدّمات میں گستاخیِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائے موت دینے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا اور حکمِ نبوی کی تعمیل میں اُن مجرمین کو قتل کر دیا گیا۔ بعض واقعات میں ایسا بھی ہوا کہ ایسے مجرمین کا خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُباح (جائز) قرار دے دیا اور اُنہیں قتل کرنے والوں کو اُن کے قتل سے بَری کر دیا گیا۔ اُن مقدّمات کا فیصلہ مدینہ میں سنایا اور اُن پر عمل کیا گیا جہاں اسلامی ریاست قائم تھی۔

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ گستاخیِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو کسی صحابی نے واصلِ جہنّم کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس کی اطلاع ملی تو آپ نے گستاخ مقتول کا خون مُباح کر دیا، نہ اُس کو کوئی خون بہا ادا کیا گیا اور نہ ہی آپ نے متعلقہ صحابی سے کوئی تَعرُّض (مخالفت) فرمایا۔ فقیر چند واقعات عرض کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ گستاخوں کو واصلِ جہنّم کرنا صحابہ کرام کا محبوب (پسندیدہ) عمل تھا۔

---

(51) التفسير المظهري، سورة اللهب، 505/7، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، 2007م.
تفسير البغوي، المسد، 578/8، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة ۱۴۱۷ھ م

(52) الروض الأنف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام، أم الفضل وضربها لأبي لهب، 122/3، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، 2009م.
عيون الأثر، غزوة بدر الكبرى، ذكر الخبر عن مهلك أبي لهب، 410/1، مكتبة دار التراث، سنة النشر: 1412 هـ 1992 م

ایک شخص کا یہودیہ کو قتل کرنا: سنن ابو داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک یہودیہ بُرا کہا کرتی تھی وہ آپ کی ہجو (بُرا بھلا) بھی کہتی تھی۔ایک شخص نے اُس کا گلا گھونٹ کر اُسے ہلاک کر دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا خون معاف کر دیا۔[53] (سنن ابو داؤد، کتاب الحدود)

فائدہ: اِس روایت کی صحتِ سند کے متعلق بعض لوگ اِعتراض کرتے ہیں لیکن امام وہابیہ ابنِ تیمیہ نے اِس روایت کے متعلق کہا ہے کہ یہ حدیث جیّد ہے کیونکہ اِس کے راوی امام شعبی نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے شراحہ ہمدانی کی حدیث روایت کی ہے اگر یہ حدیث مُرسَل بھی سمجھی جاتی ہو تب بھی بالاتفاق حجّت (دلیل) ہے کیونکہ مُحدّثین کے نزدیک امام شعبی کی ہر حدیث صحیح ہے۔حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ثِقہ اَصحاب کی اَحادیث کے سب سے بڑے عالم اِمام شعبی ہیں۔اِبنِ تیمیہ مزید کہتا ہے کہ یہ حدیث اُس یہودیہ کے قتل کے جواز پر نَص ہے کیونکہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا کہا تھا۔

یہ حدیث ایک ذِمّی[54] گستاخ کو قتل کرنے پر دلیل ہے تو ایک مسلمان مرد یا عورت اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیں تو اُن کا قتل بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔[55] (الصارم المسلول)

نابینا صحابی کا گستاخی کرنے والی اپنی لونڈی کو قتل کرنا: سنن نسائی اور سنن ابو داود وغیرہ میں ہے حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مَروی حدیث کے مطابق ایک نابینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جس کے بَطن سے اُن کے دو بچے تھے وہ لونڈی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا کہتی، نابینا صحابی اُسے بار بار ڈانٹتے لیکن وہ باز نہ آئی ایک رات اُس نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا اور آپ کو بُرا کہنے لگی، نابینا صحابی سے ضَبط (برداشت) نہ ہو سکا اُنہوں نے تکیہ اُٹھایا اور اُس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔[56]

(سنن ابو داؤدو، سنن نسائی، الطبرانی المعجم الصغیر)

ایک روایت میں ہے کہ وہ حاملہ تھی اُس لمحے کی تکلیف کی شدّت سے اُس کے حَمل کا بچہ اُس کی ٹانگوں کے درمیان جا گرا۔صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اُس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔آپ نے سب کو جمع کیا اور فرمایا میں اُس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اُس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔یہ سُن کر نابینا صحابی ڈرے اور خوف سے گرتے پڑتے حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خون میں نے کیا ہے وہ میری لونڈی تھی اور مجھ پر انتہائی مہربان اور میری رفیقہ تھی۔اُس کے پیٹ سے میرے دو بچے بھی ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں لیکن وہ اکثر آپ کو بُرا کہا کرتی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی میں اُسے ایسا کرنے سے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی میں سختی کرتا تو بھی وہ نہیں

---

(53)سنن أبي داود, كتاب الحدود, باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم, رقم الحديث 4362, 417/6, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى. 1430 ھ 2009 م.

(54) غیر مسلم شہری جو اسلامی ریاست کی حفاظت میں ہو۔

(55)الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 61, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(56)سنن أبي داود, كتاب الحدود, باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم, رقم الحديث 4361, 416/6, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى. 1430 ھ 2009 م.

سنن النسائي, كتاب تحريم الدم, الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم, رقم الحديث 4070, 107/7, المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة, الطبعة: الأولى. 1348 ھ 1930 م.

مانتی تھی۔ آج رات اُس نے آپ کا ذکر کیا اور وہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگی میں نے تکیہ اُٹھایا اور اُس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبا دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ"[57] (مجمع الزوائد، کتاب الحدود، ج ۲)

یعنی تم سب گواہ رہنا اُس لونڈی کا خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

سندِ حدیث کی تصدیق غیروں نے بھی کی: وہابیہ کے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ نے اِس روایت پر لکھا ہے کہ وہ عورت نابینا صحابی کی منکوحہ تھی یا مملوکہ لونڈی اِن دونوں صورتوں میں اگر اُس عورت کا قتل ناجائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیتے کہ اُس کا قتل حرام تھا یا پھر آپ قتل کرنے پر کَفّارہ لازم کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا تم سب گواہ رہنا اُس لونڈی کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ذِمّیہ ہونے کے باوجود مُباح الدم (واجب القتل) تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے کے سبب سے اُس کا خون مُباح (حلال) ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سارا واقعہ سنا کہ بُرا بھلا کہنے کی وجہ سے اُس عورت کو قتل کیا گیا تو آپ نے اُس کا خون رائیگاں قرار دے دیا یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخ کی سزا سر تن سے جدا ہے۔[58] (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

بھائی کا اپنی گستاخ بھن کو قتل کرنا: اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مجمع الزوائد میں ہے، "حضرت عُمیر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ خود راوی ہیں کہ اُن کی ایک بہن تھی۔ عُمیر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آتے تو وہ آپ کو گالیاں دیتی اور اِیذا (تکلیف) پہنچاتی وہ مُشرکہ تھی آخر ایک دن حضرت عُمیر نے اُسے تلوار سے قتل کر دیا۔ اُس کے بیٹے چِلّا چِلّا کر کہنے لگے کہ ہم اُس کے قاتل کو جانتے ہیں تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کر دیا ہے حالانکہ اُن لوگوں کے باپ دادا اور اُن کی مائیں سب مُشرک تھے جب حضرت عُمیر کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ اپنی ماں کے بدلے میں قاتل کے بجائے کسی اور کو قتل کر دیں گے تو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔"

آپ نے حضرت عُمیر سے پوچھا تم نے اپنی بہن کو قتل کیوں کیا؟ اُنہوں نے عرض کیا وہ آپ کو بُرا کہہ کر مجھے تکلیف پہنچاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو بلا کر پوچھا اُنہوں نے اصل قاتل کے بجائے کسی اور شخص کا نام لیا آپ نے اُن کو حقیقت سے آگاہ کیا اور اُن کی ماں کو مُباح الدم قرار دیا۔[59]

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

گستاخی کرنے پر اپنے باپ کو قتل کرنا: حضرت قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے ابنِ قانع کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے باپ کو سنا کہ وہ آپ کی نسبت بُری بات کہتا ہے تو میں نے اُسے قتل کر دیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق (گراں) نہ گزری۔[60] (بخاری شریف، کتاب الشھادت)

---

(57) سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث 4361، 416/6، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430 هـ 2009 م.

(58) الصارم المسلول على شاتم الرسول، المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله، رقم الصفحة 70، الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(59) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب التفسير، سورة براءة، رقم الحديث 11053، 33/7، مكتبة القدسي القاهرة، 1414 هـ 1994 م.

(60) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الرابع، الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ، الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام، 489/2، دار الفيحاء عمان الأردن، الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

ابو اسحاق کے حوالے سے اِبنِ تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے والد سے ملا جو مُشرکین کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا کہ میرا والد آپ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کر رہا تھا میں برداشت نہ کر سکا اور اُس کے گلے میں نیزے کی نوک جھونک کر اُسے قتل کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گراں نہ گزری۔[61] (المصنف عبدالرزاق، جلد ۲)

(حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو تھپڑ مارنا اور حضرت ابوعُبیدہ بن جراح کا اپنے باپ کو قتل کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے۔)

گستاخ واصلِ جہنّم کرنے والا زیارت کے لائق ہے۔ گستاخ کو کون واصلِ جہنّم کرے گا؟

مصنّف عبدالرزاق میں حضرت عِکرمہ تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہا (یعنی گالی دی) تو آپ نے فرمایا: ''مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟'' یعنی کون ہے جو میرے دُشمن کے لئے کافی ہو جائے یعنی اُسے قتل کرے؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ چنانچہ اُنھوں نے اُسے للکارا اور قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتول کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوایا۔[62] (سیرت اِبنِ ہشام، ج ۴)

ایک شاتِمہ (گالی دینے والی) عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا: ''مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟'' یعنی کون ہے جو میرے دُشمن کے لئے کافی ہو جائے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جا کر اُس شاتِمہ (گالی دینے والی) کو قتل کر دیا۔[63] (الصارم المسلول)

عصماء بنتِ مروان واصلِ جہنّم: اِبنِ ہشام، اِبنِ سعد اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ خطمی قبیلے کی عصماء بنتِ مروان نامی ایک عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا پہنچاتی تھی وہ دینِ اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا پہنچاتی تھی وہ دینِ اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھڑکاتی اور گستاخانہ اَشعار بھی کہتی تھی۔ یہ غزوہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کے متعلق فرمایا: أَلَا آخِذٌ لِي مِنْ اِبْنَةِ مَرْوَانَ؟ یعنی ''کون ہے جو اُس عورت کا کام تمام کر دے؟'' اُس عورت کے قبیلہ کے ہی صحابی حضرت عُمیر بن خرشہ بن اُمیہ خطمی نے عہد (وعدہ) کیا کہ وہ اُس گستاخ کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں گے۔

حضرت عُمیر نے کہا: یا اللہ! تیرے لئے مجھ پر نذر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائیں گے تو میں اُس عورت کو قتل کر دوں گا۔ آپ اُن دِنوں بدر کے میدان میں تھے۔ جب آپ بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ آدھی رات کو اُس عورت کے گھر داخل ہوئے۔ اُس کے گرد اُس کے بچے سو رہے تھے۔ ایک دودھ پیتا بچہ اُس کی چھاتی سے چمٹا ہوا تھا۔ حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ نے اُس بچے کو الگ کیا اور تلوار عورت کے سینے میں گھونپ دی۔ اُس کا کام تمام کر کے مدینہ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِقتداء (امامت) میں نمازِ فجر ادا کی۔ آپ نماز

---

(61) الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 148, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(62) مصنف عبد الرزاق, كتاب الجهاد, باب السلب والمبارزة, رقم الحديث 10309, دار التأصيل, الطبعة الثانية, 1437 هـ 2013 م.

(63) الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 134, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

سے فارغ ہونے کے بعد عُمیر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''أ قتلت بنت مروان؟''کیا تم نے بنتِ مروان کو قتل کر دیا؟ حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت عُمیر رضی اللہ نے یہ بھی دریافت کیا: ''هل علي في ذلك شيء يا رسول الله؟'' یعنی کیا اُس کے قتل کرنے پر مجھ سے کوئی مُواخذہ (محاسبہ) ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''لَا يَنْتَطِحُ فِيهَا عَنْزَانِ'' یعنی اُس معاملہ میں دو بکریوں کے سر بھی نہیں ٹکرائیں گے یعنی کچھ بھی نہیں ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پر موجود صحابہ علیہم الرضوان سے مخاطِب ہو کر فرمایا: إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ فَانْظُرُوا إِلَى عُمَيْرِ بْنِ عَدِيّ۔

(سیرۃ اِبْنِ ہشام، جلد۲، صفحہ۳۶۳)(مغازی الواقدی، صفحہ۱۷۳)

یعنی اگر تم پسند کرو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو عُمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عُمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شان میں اَشعار کہے۔ [64] (الصارم المسلول)

اِمام الوہابیہ اِبْنِ تیمیہ نے لکھا کہ عصماء کو صرف اِس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا پہنچانے اور آپ کی ہجو کرنے کا جرم کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہجو کرنا بذاتِ خود قتل کا مُوجِب (سب) ہے خواہ ہجو کہنے والا حَربی ہو یا مسلم ہو یا مُعاہدہ۔ [65] یہ فقہی اِصلاحات ہیں بہارِ شریعت میں اُن کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

عُقبہ بن ابی معیط: اِمام بخاری کے اُستاد عبد الرزاق (م ۲۱۱ھ) نے روایت نقل کی ہے کہ عُقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف الجمحی دونوں دوست ایک مرتبہ آپس میں ملے۔ عُقبہ نے ابی بن خلف سے کہا: میں تم سے اُس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی نہیں دو گے اور اُن کی تکذیب نہیں کرو گے۔ اللہ کی قدرت وہ ایسا نہ کر سکا۔ جب غزوۂ بدر کے موقع پر عُقبہ بن ابی معیط کو قیدیوں کے ہمراہ لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کہ مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بِكُفْرِكَ وَفُجُورِكَ وَعُتُوِّكَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ (مصنف عبد الرزاق، جلد۵، صفحہ۳۵۵)

یعنی اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف تمہارے کُفر و فُجور اور تمہاری سرکشی کی وجہ سے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُٹھے اور اُس کا سر قلم کر دیا۔ [66] (المصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی)

واقدی نے لکھا ہے کہ عُقبہ بن ابی معیط کے علاوہ کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا۔ [67] (الصارم المسلول)

---

(64)الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 95, 96, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(65)الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 98, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(66)مصنف عبد الرزاق, كتاب المغازي, رقم الحديث 10575, 34/6, 35, دار التأصيل, الطبعة الثانية, 1437 هـ 2013 م.

(67)الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 143, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

گستاخ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نیزا مارا: اِبنِ سعد (م ۲۳۰ھ) اور اِمام عبد الرزاق نے عُقبہ بن ابی معیط کے دوست اُبَی بن خَلف کے انجام کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ اُبَی بن خَلف بدر کے دن گرفتار ہوا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فِدیہ دیا اور کہا: میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (آٹھ یا نو کلو) جوار کھلاتا ہوں اور میں اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بَلْ أَنَا أَقْتُلُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ (مصنف عبدالرزاق، جلد۵، صفحہ۳۵۵)

یعنی بلکہ میں تجھے قتل کروں گا ان شاء اللہ۔ اِس سے علم مافی الغد (علم غیب) بھی ثابت ہوا۔

غزوۂ اُحد میں ابی بن خلف مشرکین کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں آیا وہ اُس روز اُسی گھوڑے پر سوار تھا۔ چند مسلمان سپاہیوں نے اُسے روک کر قتل کرنا چاہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اُسے چھوڑ دو، اُسے مہلت دے دو، اُسے مہلت دے دو پھر آپ نے ایک نیزہ اُٹھا کر اُسے مارا جو اُس کے پیٹ میں لگا اُس کی پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں وہ زمین پر گرا۔ اُس کے جسم سے بہت زیادہ خون بہنے لگا وہ بیل کی طرح زور زور سے آوازیں نکالنے لگا۔ اُس کے ساتھی اُسے اُٹھا کر لے گئے اور اُس سے پوچھنے لگے کہ تیرے ساتھ کیا ہوا ہے تو کیوں خوفزدہ ہے؟ اُس نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھے نیزہ مارا ہے اب میں مر جاؤں گا کیونکہ محمد (ﷺ) نے کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابی بن خلف مر گیا اور واصلِ جہنّم ہوا۔[68] (الصارم المسلول)

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ (پارہ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۲۷تا۲۹)

ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اُس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

نَضر بن حارث کے قتل کا حکم: نَضر بن حارث بھی بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔ عُقبہ بن ابی معیط اور نَضر بن حارث صرف یہی دو قیدی تھے جنہیں نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت قتل کیا گیا اُن دونوں کے سوا کسی بدری قیدی کا قتل نہیں ہوا۔[69] (الصارم المسلول)

غزوۂ بدر کے تمام قیدیوں میں سے صرف نَضر بن حارث اور عُقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ دونوں اپنے قول و فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخیاں کیا کرتے تھے۔[70] (کتاب الشفاء)

کون ہے جو کعب بن الاشرف کو واصلِ جہنّم کرے؟ اِمام بخاری اور اِمام مسلم کے علاوہ اِبنِ اسحاق، اِبنِ سعد، واقدی اور اِبنُ الاثیر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر قبیلہ کا یہودی کعب بن الاشرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کے خلاف ہجویہ اشعار لوگوں کو سنا کر

---

(68) مصنف عبد الرزاق، كتاب المغازي، رقم الحديث 10575، 34/6، 35، دار التأصيل، الطبعة الثانية، 1437 هـ 2013 م.

(69) الصارم المسلول على شاتم الرسول، المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله، رقم الصفحة 143، الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(70) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الرابع، الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ، الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام، 488/2، دار الفيحاء عمان الأردن، الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ غزوۂ بدر میں کفّارِ مکّہ کی شکست پر اُسے بہت دکھ ہوا۔ وہ مدینے سے مکّہ گیا اور وہاں جاکر اُس نے بدر میں مقتولینِ قریش کے مرثیے کہے۔ پھر واپس آکر اُس نے ایک مسلم خاتون اُمّ الفضل بِنتِ حارث اور دیگر مسلم خواتین کے متعلق عِشقیہ اَشعار کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: **اللهُمّ اكْفِنِي ابْنَ الْأَشْرَفِ بِمَا شِئْت فِي إعْلَانِهِ الشّرّ وَقَوْلِهِ الْأَشْعَارَ** [71]

(المغازی، جلد اول، صفحہ ۱۷۰)

یعنی یااللہ! کعب ابْنِ الاشرف کے اعلانِ شر اور شعر کہنے کو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: **من لی بابْنِ الأشرف فقد آذانی؟** [72] (المستدرک علی الصحیحین، جلد ۳، صفحہ ۴۹۲)(المغازی، جلد اول، صفحہ ۱۷۰)

یعنی ابْنِ الاشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا؟ اُس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا: **من لکعب بن الأشراف إنه قد آذی اللّٰہ ورسوله۔** [73] (مسند الحمیدی، جلد ۲، صفحہ ۵۲۶)

یعنی کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟ اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کو اذیّت پہنچائی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اُسے قتل کروں گا آپ نے اُن کو کعب بن الاشرف کے قتل کی اجازت دے دی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اُس کام کی فکر میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں بلاکر پوچھا اے محمد! کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اُس کے قابل ہوں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ کو اِس سلسلہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اُن کے ساتھ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ حضرت ابونائلہ سلکان بن سلامہ رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبس بن جبر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے اُس مُہم میں شریکِ کار ہوگئے۔

جس رات کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس رات حالتِ قیام میں رہے اور نماز ادا فرماتے رہے صبح جب آپ نے اُن کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے وہ لوگ واپس پہنچے تو اُنہوں نے آپ کو مسجدِ نبوی کے دروازے پر کھڑا پایا اور اُنہوں نے آپ کو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ [74]

---

(71) سيرة ابن اسحاق, رقم الصفحة 317, دار الفكر بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1398 هـ 1978 م.
مغازي الواقدي, قتل ابن الأشرف, 1/184_187, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

(72) سيرة ابن اسحاق, رقم الصفحة 317, دار الفكر بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1398 هـ 1978 م.
المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ذكر مناقب محمد بن مسلمة الأنصاري رضي الله عنه, رقم الحديث 5, 492/3, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1411–1990.

(73) مسند الحميدي, أحاديث جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنه, رقم الحديث 1287, 334/2, دار السقا دمشق سوريا, الطبعة الأولى، 1996 م.

(74) مغازي الواقدي, قتل ابن الأشرف, 1/184_190, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

حضرت علّامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی: **فَإِنَّهُ يُؤْذِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ** یعنی اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کو اذیّت پہنچائی ہے۔ یہ حدیث اِس بات پر دلیل ہے کہ کعب کا قتل شرک نہیں بلکہ اللہ کے محبوب کو اِیذا پہنچانے کی وجہ سے تھا۔[75] (الشفاء۔ جلد۲۔ صفحہ۴۸۷)

سو سالہ بوڑھا گستاخ: ابوعفک سو سال(۱۰۰) کا بوڑھا یہودی تھا۔ وہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا (ابھارتا) اور اشعار کہتا تھا۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے اور جب آپ فتح کے بعد واپس مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو ابوعفک کا حسد کے مارے براحال ہو گیا۔ اُس موقعہ پر بھی اُس نے اشعار کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ۲۶ویں مہینے ابوعفک کے قتل کے لئے حضرت سالم بن عُمیر العمری رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ گرمی کے موسم میں ابوعفک ایک رات میدان میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سالم بن عُمیر نے تلوار سے اُسے قتل کر دیا۔[76] (صحیح بخاری، کتاب المغازی)

گستاخ ابورافع واصلِ جہنّم ہوا: اِبنِ ہشام کے مطابق قبیلہ اوس نے جب گستاخِ رسول کعب بن الاشرف یہودی کو قتل کیا تو خزرج والوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہم سے سَبقت لے جائیں۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عَداوت رکھتا ہو جیسے کعب بن الاشرف تھا؟ اُنہوں نے طے کیا کہ آپ ﷺ سے ایسی عَداوت رکھنے والا ابورافع سلام بن ابی الحُقیق ہے جو خیبر میں رہتا ہے قبیلہ خزرج والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُسے واصلِ جہنّم کرنے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔[77]

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مَروی ایک روایت کے مطابق ابورافع اپنے قلعے واقع حجاز میں رہتا تھا۔ یہ گستاخِ رسول تھا اور آپ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورافع کو قتل کرنے کے لئے خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور فرمایا وہ یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن عتیک، حضرت مسعود بن سنان، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور حضرت خزاعی بن مسعود (رضی اللہ عنہم)۔

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع کو اُس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابورافع کو ۳ھ میں قتل کیا گیا۔[78] (بخاری، کتاب المغازی)

---

(75) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام, 487/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية. 1407 هـ 1986.

(76) مغازي الواقدي, سرية قتل أبي عفك, 174/1, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

(77) سيرة ابن هشام, 273/2, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية. 1375 هـ 1955 م.

(78) صحيح البخاري, كتاب المغازي, باب قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق, الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر. 1311 هـ.
مغازي الواقدي, سرية ابن عتيك إلى أبي رافع, 391/1, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

فائدہ: اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے ابورافع کو قتل کیا گیا تھا۔ آپ نے کچھ لوگوں کو ابورافع کو قتل کرنے کی مُہم پر روانہ کیا تھا۔ مقتول کا جرم یہی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ **صحیح بخاری** میں موجود ہے، تو معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول پہ شدّت کرنا منشاءِ (چاہتِ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ آج بھی جو خوش نصیب دُشمنِ احمد پہ شدّت کرتے ہیں وہ انعام واکرام کے مستحق ہیں۔

اگر کعبہ کے غلاف میں چھپے ہوئے ہوں تو قتل کر دیا جائے: فتحِ مکّہ کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''انتم الطلقاءُ'' جاؤ تم آزاد ہو کا عام اعلانِ معافی فرما کر ہزاروں کُفّار کو پناہ دی مگر چند ایسے دُشمن تھے جن کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ غلافِ کعبہ میں لپٹے ہوئے ہوں تو اُن کی گردن اڑادی جائے اُن میں چند ایک کا ذکر فقیر اپنے اِس مضمون میں کرتا ہے۔

عبداللہ بن خطل: عبداللہ بن خطل اُن گستاخانِ رسالت میں سے تھا کہ جس کی گستاخانہ حرکات پر اُسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اُس نے دو لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے نام فرتنا اور ارنب تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور اُس کی لونڈیاں اُن ہجویہ اشعار کو گاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتحِ مکّہ کے موقعہ پر حکم دیا تھا کہ اگر اُسے کعبہ کے غلاف میں چھپا ہوا پاؤ تو بھی قتل کر دو۔ وہ غلافِ کعبہ میں چھپا پایا گیا تو اُسے وہیں قتل کر دیا گیا اُسے اِرتداد میں قتل کیا گیا ایک روایت ہے کہ اُسے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قِصاص میں قتل کیا گیا۔ [79]

(سنن نسائی، کتاب المحاربہ)

حُوَیرث بن نقیذ: حُوَیرث بن نقیذ بن وہب جو مکّہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیتیں دیا کرتا اور آپ کی ہجو کہتا تھا۔ فتحِ مکّہ کے موقعہ پر اس نے اپنے گھر سے نکل کر مختلف گھروں میں چھپتے چھپاتے بھاگ جانے کی کوشش کی لیکن سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ [80] (اِبنِ الاثیر الکامل، ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حویرث کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ حویرث نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی جبکہ آپ نے مکّہ کے اُن تمام باشندوں کو اَمان عطا فرمائی تھی جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑے اور اُن سے بُرا سلوک کیا تھا۔

مقیس بن صبابہ: مقیس بن صبابہ جو جرمِ اِرتداد میں قتل کر دیا گیا تھا۔ [81] واقدی نے عبداللہ بن ابی سرح کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اِبنِ ابی سرح کاتبِ وحی تھا۔ وہ ایسا بھی کیا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسے لکھواتے ''سمیع علیم'' تو وہ لکھتا ''علیم حکیم'' وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے کتابتِ وحی کرتا ہوں۔ [82]

---

(79) سنن النسائي, كتاب تحريم الدم, الحكم في المرتد, رقم الحديث 4067, 105/7, المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة, الطبعة: الأولى، 1348 هـ 1930 م.
مغازي الواقدي, شأن غزوة الفتح, 859/2, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.
(80) الكامل في التاريخ, ودخلت سنة ثمان, ذكر فتح مكة, 123/2, دار الكتاب العربي، بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1417هـ/1997م.
(81) الكامل في التاريخ, ودخلت سنة ثمان, ذكر فتح مكة, 123/2, دار الكتاب العربي، بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1417هـ/1997م.
(82) مغازي الواقدي, شأن غزوة الفتح, 855/2, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

وہابیہ کے اِمام اِبنِ تیمیہ نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے وجہِ اِستدلال یہ ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ وہ کتابتِ وحی کرتے ہوئے اُس میں اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا اور یہ گمان کرتا کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے اُسی کے مطابق وحی نازل ہو جائے گی۔ اُسے یہ زَعم (گمان) تھا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے اُسی طرح اُس پر بھی وحی آتی ہے۔ اُس کی یہ حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پر طعن تھا اور یہ ایسا جھوٹ واِفتراء تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت میں شک وشُبہ پیدا کرتا تھا۔ اُس کا یہ جرم سَبّ وشتم کی طرح اور کُفر واِرتداد سے بڑھ کر تھا۔(83)

سارہ: مکّہ مکرمہ میں سارہ نامی ایک عورت جو عَمرو بن عبد المطلب بن ہاشم کی لونڈی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہِجو گا کر سنایا کرتی تھی۔ اُسے حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فتح مکّہ کے دن قتل کیا تھا۔(84)

فرتنا اور ارنب: یہ دونوں عبد اللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں۔ یہ دونوں مغنیہ تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہِجو گایا کرتی تھیں اُن دونوں میں سے ایک قتل کر دی گئی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جسے امان ملی اور جو اسلام لے آئی تھی اور وہ فرتنا تھی۔ یہ عورت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں پسلیاں ٹوٹ جانے کی وجہ سے فوت ہوئی۔(85) (واقدی، کتاب المغازی)

مزید حوالے: واقدی نے لکھا ہے کہ فتح مکّہ کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قِتال (جنگ) سے منع فرمایا تھا لیکن چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ روایتوں میں ہے کہ یومِ فتح کو جن اَشخاص کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا اُن میں اِبنِ ابی سرح، مقیس بن صبابہ، قریبہ اور اِبنِ خطل شامل تھے۔(86) اِمام ابو داوٗد اور اِمام نسائی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکّہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو امن دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو اُس سے مُستثنیٰ (جدا) رکھا۔(87) اِبنِ قیم نے لکھا ہے کہ سب کو امان ملی سوائے نو افراد کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن نو افراد کے قتل کا حکم دیا تھا خواہ یہ لوگ کعبہ کے پردوں کے پیچھے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، عبد العزی بن خطل، الحارث بن نفیل بن وہب، مقیس بن صبابہ، ہبار بن الاسود، اِبنِ خطل کی دو مغنیات لونڈیاں اور ایک لونڈی سارہ۔(88)

---

(83)الصارم المسلول على شاتم الرسول, المسألة الأولى أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله, رقم الصفحة 115, الحرس الوطني السعودي المملكة العربية السعودية.

(84)مغازي الواقدي, شأن غزوة الفتح, 860/2, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

الكامل في التاريخ, ودخلت سنة ثمان, ذكر فتح مكة, 124/2, دار الكتاب العربي, بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1417هـ/1997م.

(85)مغازي الواقدي, شأن غزوة الفتح, 860/2, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

(86)مغازي الواقدي, شأن غزوة الفتح, 865/2, دار الأعلمي بيروت, الطبعة الثالثة, 1989/1409.

(87)سنن أبي داود, أول كتاب الجهاد, باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام, رقم الحديث 2683, 318/4, دار الرسالة العالمية, الطبعة الأولى, 1430 هـ 2009 م.

سنن النسائي, كتاب تحريم الدم, الحكم في المرتد, رقم الحديث 4067, 105/7, المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة, الطبعة: الأولى, 1348 هـ 1930 م.

(88)زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل من أمر صلى الله عليه وسلم بقتلهم, 362/3, مؤسسة الرسالة بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 1417 هـ 1996 م.

اہلِ سیر (تاریخ دانوں) نے لکھا ہے کہ فتح مکّہ کے موقعہ پر مکّہ داخل ہونے سے پہلے تمام مجاہدین صحابہ کرام کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں لیکن چار مرد اور دو عورتیں جو اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھے اعلان کر دیا گیا کہ اُن کو قتل کر دیا جائے۔ فتحِ مکّہ کے موقعہ پر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عملاً ثابت کر کے دکھایا کہ گستاخ و بے ادب کسی رعایت کے لائق نہیں ہیں اُس کی سزا یہ ہے کہ اُس کے وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔

(گستاخِ رسول اور ہمارے اسلاف)

ہارون الرشید بادشاہ نے حضرت اِمام مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گستاخِ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں ؟ اُس پر حضرت اِمام صاحب نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! گستاخِ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر اُمّت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔[89]

رد المحتار میں اِمام محمد بن سحنون کی روایت ہے، "تمام عُلماء کا اُس پر اِجماع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی کرنے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام اُمّت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔"[90] (رد المحتار، جلد سوم)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں: "جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی کرے اُس کا خون حلال اور مُباح ہے۔"[91]

صحیح بخاری میں ہے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر شاتمینِ رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔[92]

حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سَبّ (گالی دیا) کرے اُسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو بُرا بھلا کہے اُسے کوڑے مارو۔[93]

الاشباہ والنظائر میں ہے: "کافر اگر توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اُس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔"[94] (از مولوی بہاء الحق امرتسری، مطبوعہ ۱۳۵۷ھ)

(گستاخِ رسول ریجی نالڈ (Reginald) اور سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ)

---

(89) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام, 492/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

(90) رد المحتار على الدر المختار, كتاب الجهاد, مطلب توبة اليأس مقبولة دون إيمان اليأس, 232/4, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر, الطبعة الثانية, 1386 هـ 1966 م.

(91) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام, 492/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

(92) صحيح البخاري, كتاب الجهاد والسير, باب لا يعذب بعذاب الله, الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر، 1311 هـ.

(93) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثاني الحجة في إيجاب قتل من سبه أو عابه عليه الصلاة والسلام, 487/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية، 1407 هـ 1986.

(94) الأشباه والنظائر لابن نجيم, الفن الثاني, باب الردة, 159/1, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1419 هـ 1999 م.

شام کے فرنگی فرمانرواؤں میں ریجی نالڈ (پرنس ارطاۃ) والی کرک سب سے زیادہ فریب کار (چالباز)، فتنہ پرور اور مسلمانوں کا دُشمن تھا، شر و فساد اُس کی فطرت میں شامل تھا۔ زیادہ تر وہی صُلیبیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا تا رہتا تھا۔ اُس کو اسلام اور مسلمانوں سے اتنی عداوت تھی کہ اُس نے ۵۷۸ھ میں مکّہ المکرمۃ اور مدینہ منوّرہ پر لشکر کشی کرتے ہوئے حملہ کرنے کا ناپاک ارادہ کیا مگر قدرتِ الٰہی کہ وہ اُس کو پورا نہ کر سکا۔ ایک سال بعد ۵۷۹ھ میں اُس نے دوبارہ اپنی مکروہ کوشش کی لیکن اب کی مرتبہ اُس کو پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لین پول (Lane-Poole) لکھتا ہے: "چونین کے ریجی نالڈ (Reginald) نے جزیرہ نماعرب پر فوج کشی کا قصد (ارادہ) کیا تاکہ مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کو مُنہدِم اور مکّہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے۔ اِس کے لئے اُس نے ایسے جہاز تیار کروائے تھے جن کے ٹکڑے ہو سکتے تھے اُن ٹکڑوں کو وہ کرک سے خلیج عُقبہ کے ساحل پر لے گیا اور اُنہیں جوڑ کر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور عیذاب کو لوٹنے پر چلا۔ عیذاب بحرِ قُلزم کے افریقی ساحل پر واقع تھا اُس نے دو جہازوں کو بیچ میں ڈال کر ایلہ کا بحری راستہ بند کر دیا۔ مسلمانوں کو اُس کی خبر ہوئی تو اُن کا جہازی بیڑا عیسائیوں کے بیڑے کے تعاقُب (تلاش) میں چلا۔ اُس کا امیر البحر لؤلؤ تھا اُس نے آتے ہی پہلے ایلہ کا بحری راستہ کھولا اور اپنی کل فوج کو الحوراء تک جو بحر قُلزم کی چھوٹی بندر گاہ تھی لے آیا۔ ریجی نالڈ نے اُسی بندر گاہ سے مدینہ منوّرہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ فرنگیوں نے جونہی اسلامی فوج کو آتے دیکھا تو وہ ایسے گھبرائے کہ جہازوں سے اُتر کر پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے۔ لؤلؤ نے بدوؤں سے گھوڑے لے کر سپاہیوں کو اُن پر سوار کیا اور دوڑ کر دُشمن کو غار اور باغ میں جا پکڑا اور اُن کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ ریجی نالڈ خود بھاگ گیا مگر اُس کے ساتھ والوں میں بہت سے لوگ قتل کئے گئے۔"[95] (لین پول، صلاح الدین، ص ۱۵۲، بحوالہ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین ندوی، ج ۴)

ریجی نالڈ کی یہ وہ پہلی گستاخی تھی کہ اُس نے شہر نبی مدینۃ الرسول کو مسمار کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن قدرتِ ایزدی سے وہ اُس میں ناکام رہا۔ سلطان کو اِس بات کا بڑا رنج تھا کہ ایک صُلیبی اُن کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدّس شہر سے متعلق ایسے ناپاک عزائم رکھتا تھا۔ دوسری اہم ترین وجہ موصل کے حکمران عزالدین مسعود کے ساتھ سلطان کی صُلح ہو گئی تھی جس کی وجہ سے سلطان نے فوری طور پر اُس کو فتح کرنے کی طرف توجہ نہ دی۔ اُس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بعض فِرنگیوں سے سلطان کی وقتی طور پر صُلح ہو گئی تھی چنانچہ اُس صُلح سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے ریجی نالڈ نے مسلمان تاجروں اور قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا اور یہ اُس کا روزانہ کا معمول بن گیا تھا۔ لین پول (Lane-Poole) کے مطابق ۱۱۸۶ء بیان میں ایک مسلمان قافلہ کے مال واسباب کو لوٹ کر اہلِ قافلہ کو گرفتار کر لیا۔

ریجی نالڈ کے گستاخانہ جملے اور سلطان ایوب کا عملی جواب: مسلمانوں کے جس قافلہ کو ریجی نے لوٹا تھا جب اُنہوں نے ریجی نالڈ سے رہائی کا مطالبہ کیا تو اُس پر ریجی نالڈ نے بڑے تحقیر آمیز (حقارت بھرے) انداز میں جواب دیا: "تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہو اُس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آکر تمہیں چھڑا لے۔" جب سلطان صلاح الدین تک ریجی نالڈ کے اِس تحقیر آمیز رویئے اور گستاخانہ کلمات کی خبر پہنچی تو اُس نے قسم کھا کر عہد کیا: "اِس صُلح شکن کافر کو اللہ نے چاہا تو میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔"

صُلیبی جنگوں کے اختتام پر جب بہت سے قیدی گرفتار کر لئے گئے تو اُن قیدیوں میں گستاخ ریجی نالڈ بھی تھا اور یروشلم کا بادشاہ گائی بھی ایک قیدی کی حیثیت میں حاضرِ دربار تھا۔ سلطان نے گائی کو اپنے پہلو جگہ دی اور باقی اُمراء کو بھی اُن کے رتبہ کے مطابق بٹھایا گیا۔ اُس موقع پر ریجی نالڈ اور گائی کو

---

(95) تاریخِ اسلام از شاہ معین الدین احمد ندوی، حصہ چہارم، صفحہ نمبر 276، 277، دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، 1999ء۔

سلطان کی قسم یاد آئی تو اُس نے ریجی نالڈ کو سلطان سے بچانے کی کوشش کی مگر سلطان کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت کی غیرت نے اُس بے ادب وگستاخ کو معاف کرنے کی اجازت نہ دی۔ سلطان نے تمام قیدیوں کو کھانے کے لئے روانہ کر دیا اور گائی اور ریجی نالڈ کو روک کر اُس کے سامنے اُس کی عہد شکنیوں، بد اعمالیوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ رویوں کا ذکر کیا جن کو سُن کر ریجی کا خون خشک ہو رہا تھا اور نبض ڈوب رہی تھی۔ سلطان نے اسلامی اُصول کے مطابق اُس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ ریجی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو سلطان نے جوشِ ایمان سے بلند آواز سے یہ الفاظ کہے: "میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے ریجی نالڈ کو اُس کے انجام تک پہنچا دیا۔ شاہِ یروشلم گائی، ریجی نالڈ کا یہ انجام دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا تو سلطان نے اُس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "بادشاہوں کا یہ دستور نہیں کہ وہ دوسرے بادشاہوں کو قتل کریں۔ ریجی نالڈ کو تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بد اعمالیوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے۔" یہ تھا سلطان صلاح الدین ایوبی کا وہ جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی بدولت اُس نے قبلہ اول بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروایا تھا۔ وہ اسلام کا ایک عظیم سُپُوت (سعادتمند فرزند) تھا جس پر تاریخِ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ اے کاش! کہ ہمارے آج کے مسلم حکمرانوں میں بھی یہی غیرتِ ایمانی پیدا ہو جائے تو پھر ابلیس کے کسی پیروکار کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی گستاخی کی جرأت نہ پیدا ہو۔

گنبدِ خضریٰ شریف کو گرانا: اَہلِ ایمان کا سکون گنبدِ خضریٰ شریف کو گرانے کا منصوبہ انگریز لعین بے دین یہود وہنود کا ہے وہ اپنے اِس ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور نامراد رہیں گے اب نجدی وہابیوں نے گنبد خضریٰ کو زمین بوس کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "اعداءِ گنبد خضریٰ" کا مطالعہ کریں۔

گمراہ فرقوں سے نفرت: شہنشاہِ بغداد سیّدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب غنیۃ الطالبین میں فرمایا:

وأن لا يكاثر أهل البدع ولا يدانيهم ولا يسلم عليهم لأن إمامنا إمام أحمد جنبل رحمة اللّٰه عليه قال من سلم علىٰ صاحب بدعة فقد أحبه لقول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أفشوا السلام بينكم تحابوا ولا يجالسهم ولا يقرب منهم ويهنيهم فى الأعياد وأوقات السرور ولا يصلي عليهم إذا ماتوا ولا يترحم عليهم إذا ذكروا بل يباينهم ويعاديهم في اللّٰه عز وجل معتقدا بطلان مذهب أهل بدعة محتسبا بذلك الثواب الجزيل والأجر الكثير۔ وروي عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال من نظر إلى صاحب بدعة بغضاً له في الله ملأ اللّٰه قلبه أمنا وإيمانا ومن انتهر صاحب بدعة بغضاً له في اللّٰه أمنه يوم القيمة ومن استحقر بصاحب بدعة رفعه اللّٰه تعالىٰ في الجنة مئة درجة ومن لقيه بالبشر او بما يسره فقد استخف بما انزل اللّٰه تعالىٰ على محمد صلى اللّٰه عليه وسلم۔ وعن ابى المغيرة عن ابنِ عباس رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما انه قال قال رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم ابى اللّٰه عزوجل ان يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته۔

وقال فضيل بن عياض من احب صاحب بدعة احبط اللّٰه عمله واخرج نور الايمان من قلبه واذا علم اللّٰه عزوجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت اللّٰه تعالىٰ ان يغفر ذنوبه وان قل عمله واذا رأيت مبتدعا فى طريق

فخذ طريقاً اٰخراه۔

وقال فضيل بن عياض رحمة اللّٰه عليه سمعت سفيان بن عيينة رحمه اللّٰه يقول من تبع جنازة مبتدع لم يزل في سخط اللّٰه تعالیٰ حتی يرجع۔ وقد لعن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المبتدع فقال صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث حدثاً أو آوی محدثاً فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس أجمعين ولا يقبل اللّٰه منه الصرف والعدل يعنی بالصرف الفريضة وبالعدل النافلة وعن أبي أيوب السجستاني رحمه اللّٰه أنه قال إذا أحدثت الرجل بالسنة فقال دعنا من هذا وحدثنا بما في القرآن فاعلم أنه ضال۔[96] (غنیہ الطالبین، فصل فی اعتقاد اھل السنة ان امة محمدﷺ خیر الامم)

یعنی اور اَہلِ بدعت کے ساتھ مُباحثہ اور مُبالغہ نہ کرنا چاہیے اور اُن سے اختلاط نہ پیدا کرنا چاہیے اور اُن کو سلام نہ کرے اِس واسطے کہ اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اَہلِ بدعت کو سلام کیا گویا اُس سے دوستی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اپنے آپس میں کرو تا کہ باہم ربط و اِتّحاد زیادہ ہو اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ اُن کے پاس جاؤ اور خوشی کے دنوں اور عید میں مبارکباد نہ کہو اور جب وہ مریں اُن کے جنازہ نہ پڑھو اور جب اُن کا ذکر ہو تو مہربانی و شفقت کے کلمے اُن کے حق میں نہ کہو بلکہ اُن سے دور رہو اور دُشمنی رکھو واسطے خداوند تعالیٰ کے اِس اعتقاد سے کہ مذہب اَہلِ بدعت کا جھوٹ ہے اور اُن کی دُشمنی سے ہم کو ثواب حاصل ہوگا۔ پیغمبرِ خدا ﷺ سے روایت ہے کہ جو شخص اَہلِ بدعت کو اپنا دوست سمجھ کر دیکھے تو خداوندِ کریم اُس کے دل سے امن و ایمان خارج کرتا ہے اور جو شخص اَہلِ بدعت کو خدا کا دُشمن تصوّر کرے اور لعنت و ملامت کرے تو خداوند تعالیٰ اُس کو قیامت میں امن و امان عطا فرمائے گا اور جو شخص اَہلِ بدعت کو ذلیل و خوار رکھے تو خداوند تعالیٰ اُس کو بَہشت (جنّت) میں سو درجے عطا کرے گا اور جو شخص راضی کرنے کے لئے کشادہ پیشانی پیش آوے تو گویا اُس نے کلامِ خداوند تعالیٰ کی تکذیب کی جو اُوپر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نازل کیا ہے۔ ابی مغیرہ نے اِبنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند تعالیٰ جل شانہ نے اَہلِ بدعت کے عمل قبول فرمانے پر قسم بیان فرمائی ہے جب کہ وہ اپنی بدعت سے باز نہ آئیں۔ فُضَیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اُس کے عمل حَبط (ضائع) ہو جائیں گے اور ایمان کا نور اُس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بُغض رکھتا ہے تو مجھے اُمید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اُس کے گناہ بخش دے اگرچہ اُس کے عمل تھوڑے ہوں اور جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔ فُضَیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ جو شخص بدعتی کے جنازے کی نماز پڑھے اُس پر ہمیشہ خدا کا غضب رہے گا جب تک کہ وہ اُس گناہ سے توبہ نہ کرے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعتی پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ جس کسی نے دین میں نئی بات ایجاد کی یا بدعتی کو پناہ دی اُس پر خدا اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے صرف وعدل کو قبول نہیں کرتا صرف سے مراد فرائض ہیں اور عدل سے مراد نفل ہے۔ ابو ایوب سجستانی نے روایت کی کہ جب کوئی شخص کسی کو سنّتِ نبوی ﷺ کی خبر کرے اور وہ کہے کہ آپ اِس سنّت کو رہنے دیجئے اور مجھ کو مطلع فرمائیے کہ قرآن میں کیا حکم ہے تو وہ شخص گمراہ ہے۔

---

(96) الغنية لطالبي طريق الحق, فصل في اعتقاد أهل السنة أن أمة محمد صلى الله عليه وسلم خير الأمم, الجزء الأول, رقم الصفحة 115, دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1416ھ 1996ء.

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل ایں آیت: ''وَدُّوْا لَوْ تُدْہِنُ فَیُدْہِنُوْنَ'' در تفسیر خود ارشاد فرمودہ است درحقائق التنزیل مذکور است کہ سہل بن عبداللہ تستری فرمودہ ند ''من صحح إیمانه وأخلص توحیده فإنه لا یأنس إلی مبتدع ولا یجالسه ولا یؤاکله ولا یشاربه ولا یصاحبه ویظهر من نفسه العداوۃ والبغضاء ومن داہن مبتدعاً سلبه الله حلاوۃ السنن ومن تحبب إلی مبتدع لطلب عز فی الدنیا أو عرض منها أذله الله بتلک العزۃ وأفقره الله بذلک الغنی ومن ضحک إلی مبتدع نزع الله نور الإیمان من قلبه'' یعنی مرد صحیح الایمان را بابد عتیان تعلق انس نگیرد وہم در مجلس ایشاں وہم کاسہ وہم نوالہ بایشاں نشود۔ ہر کہ با بدعتیان انس ودوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آں ازوے برگیرند۔[97]

یعنی حضرت شاہ عبد العزیز قُدِّس سِرّہٗ اپنی تفسیر فتح العزیز قولہ تعالیٰ ''وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ'' کی تفسیر میں حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں حقائقِ تنزیل میں ہے کہ مردِ صحیح الایمان اور مومنِ خالص کے لئے لازم ہے کہ گمراہوں بدعتیوں سے اُنس نہ پکڑے (محبت نہ کرے) اور نہ اُن کے ساتھ مجلس کرے اور نہ مَیل جول رکھے اور نہ اُن کے ہمراہ کھائے پیئے اور اُس کی ذات میں سے گمراہوں کے ساتھ نفرت اور عَداوَت کا اِظہار ہو اور جو شخص بدعقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اُس سے نورِ ایمان سَلب ہو جاتا ہے (پس کافر مر گیا) اور ایسا ہی تفسیر روح البیان و روح المعانی میں مذکور ہے اِس لئے کہ تمام گمراہ فرقے دوزخی ہیں بجز فرقہ حنفیہ اہلسنّت وجماعت اور وہ آج کے دن مذاہبِ ائمہ اَربعہ میں مُنحصر ہے۔ جیسا کہ طحطاوی حاشیہ در مختار، کتاب ذبائح میں فرمایا:

من شذ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذ فیما یدخله فی النار فعلیکم معاشر المؤمنین باتباع الفرقة الناجیة المسماۃ بأهل السنة والجماعة فإن نصرۃ الله تعالی وحفظه وتوفیقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم في مذاهب أربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالی ومن کان خارجا عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار۔[98]

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح)

یعنی جو شخص جُمہور اَہلِ علم وفقہ سوادِ اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اُسے دوزخ میں لے جائے گی تو اے گروہِ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنّت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اُس کا حافظ وکارساز رہنا موافقت اہلسنّت میں ہے اور اُس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دُشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذاہب میں مُجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ اُن سب پر رحمت فرمائے۔ اِس زمانہ میں اُن چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنّمی ہے۔

حضرت حاجی حافظ سیّد پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کا گستاخوں سے رویہ

---

(97) تفسیر عزیزی، پارہ ۲۹، آیۃ ''وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ'' کے تحت، ص 56، افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی

(98) حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الذبائح، 589/10، دار لکتب العلمیة، 2017ء۔

کوہاٹ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء چار دن سے حضرت حاجی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری یہاں رونق افروز ہیں آج نمازِ جمعہ کے بعد آپ نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کے کوہاٹ والے جلسہ عُلماء کے فیصلہ وفتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے اعلان کیا کہ عُلماء کرام کا فتویٰ لفظ بلفظ درست ہے۔ مشرقی کافر، مُرتد اور زِندیق ہے جو شخص اُس کے عقائد کا مُصدِّق و مُؤید (حمایتی) ہو وہ بھی بے ایمان و کافر ہے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ تمام مسلمان خصوصاً میرے ساتھ تعلق رکھنے والے خاکساری تحریک سے الگ ہو جائیں جو لوگ اُس گمراہ کن تحریک سے الگ نہ ہوں اُن کا بائیکاٹ (Boycott) کیا جائے اور اگر اُسی حالت میں مر جائیں تو اُن کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ میرا جو مُرید خاکسار یا خاکساریت کا مُعاوِن ہے وہ خاکساریت کو چھوڑ کر ہی میرا مُرید ہو سکتا ہے ورنہ اُس کو میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا معلوم ہوا کہ آپ کے اِس حکم کا اثر یہ ہوا کہ تقریباً پندرہ خاکساروں نے آپ کے سامنے خاکساریت سے توبہ کی جن میں سے ملاں شفیع الدین قاضی خاکساران، ملاں عثمان سالار تبلیغ منشی ظریف خان اور محبت خان سالار قابلِ ذکر ہیں توبہ سے پہلے محبت خان سالار مذکور کی شادی میں شمولیت سے حضرت پیر صاحب نے مسلمانوں کو روک دیا تھا چنانچہ کسی مسلمان نے اُس کے ہاں جاکر کھانا کھانا گوارا نہ کیا۔ خاکسار کرم الٰہی فروش نے توبہ نہیں کی اِس لئے پیر صاحب نے اُس کو اُس مجلس سے نکلوا دیا۔[99]

حدیثِ عائشہ کا جواب: صُلحِ کلّی کے مرض میں مبتلا گستاخوں سے مَیل وجَول کرنے پر سیّدہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کرتے ہیں: وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى، فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا۔[100]

(کتاب الشفاء، جلد اول، صفحہ ۲۲۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ لیکن اگر کسی نے اللہ کی حُرمت و عزّت کی توہین کی تو پھر اللہ کی خاطر اُس سے انتقام لیا۔

اُس کی تشریح میں علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں جان لو کہ اُس سے یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اُس شخص سے انتقام نہیں لیا جس نے آپ کو گالی دی یا آپ کو تکلیف دی یا آپ کی تکذیب کی (جھٹلایا) یہ تو سب اللہ تعالیٰ کی حُرمات میں سے ہیں اور اللہ کی حُرمات کی توہین ہے اِس لئے آپ نے اُن کا انتقام لیا لیکن اگر کسی نے آپ سے سوئے ادب سلوک کیا (گستاخی کی) یا قول وفِعل سے آپ کی جان اور مال کے ساتھ کوئی بد (برا) معاملہ کیا اور ایسا کرنے والے کا ارادہ آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ ایسا اُس نے اپنی فطری جبلت (پیدائشی صفت) کی بناء پر کیا جیسے بدوؤں (دیہاتیوں) نے آپ سے جہالت اور اجڈپن (جہالت) کی وجہ سے آپ سے کوئی سلوک کیا یا بشری تقاضوں اور کمزوریوں کی بناء پر کوئی عمل ہو گیا تو آپ نے اُس کا انتقام نہیں لیا۔ جیسے ایک اعرابی نے آپ کی چادر کھینچ لی تھی حتیٰ کہ آپ کی گردن مبارک پر اُس کا نشان پڑ گیا تھا۔ ایسی صورتوں میں آپ کا اُن لوگوں سے درگزر فرمانا اَحسن (زیادہ بہتر) تھا۔[101] (کتاب الشفاء)

---

(99) کتاب المشرق علی المشرقی از مولوی بہاء الحق امرتسری، مطبوعہ ۱۹۳۷ء

(100) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الأول, الباب الثاني في تكميل الله تعالى له المحاسن خلقا وخلقا إلخ, الفصل الثاني عشر الحلم والاحتمال والعفو, 219/1, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية. 1407 هـ 1986.

(101) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثالث أسباب عفو النبي صلى الله عليه وسلم عن بعض من أذاه, 505/2, 506, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية. 1407 هـ 1986.

مگر جو اپنے آپ کو عالم کہلائے منبر پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم پر اعتراض کرے یا ضَخِیم (موٹی) کتابیں لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ نماز میں آپ کے خیال آنے سے نماز فاسد ہوتی ہے پھر ایسے بدبختوں سے صُلح کا ہاتھ بڑھانا کیسا؟

قاضی عیاض مزید لکھتے ہیں :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسلام کے ابتدائی زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرتے، اُن کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتے، ایمان کو اُن کے لئے پسندیدہ بناتے اور اُن کی خاطر مدارت کرتے تھے آپ اپنے صحابہ کرام کو فرماتے تھے:

إنما بعثتم میسرین ولم تبعثوا منفرین۔[102] (کتاب الشفاء، جلد ۲، صفحہ ۲۲۵)

یعنی تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، نہ کہ نفرت پھیلانے والے۔

آپ یہ بھی فرماتے:یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا۔[103] (کتاب الشفاء، جلد ۲، صفحہ ۲۲۵)

یعنی آسانی پیدا کیا کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافروں اور منافقوں سے مَدارت (نرمی) کرتے، اُن سے اچھے انداز سے پیش آتے، اُن کی غلط باتوں سے چشم پوشی کر لیا کرتے، اُن کی طرف سے دی جانے والی تکالیف برداشت کرتے اور اُن کے مَظالم پر صبر کرتے تھے[104] لیکن آج اگر وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچائیں تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اُن کی ایسی حرکتوں پر صبر کریں۔(فتح الباری شرح بخاری، کتاب الادب، ج ۱۰)

آخر میں فقیر اُن محبوب بندگانِ خدا کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے گستاخوں کو واصلِ جہنّم کیا ، فقیر نے ایسے عاشقانِ رسول ﷺ جنہوں نے گستاخانِ نبوّت ورسالت صحابہ واَہلِ بیت کرام کے پلید وجود سے زمین کو پاک کیا پر ایک کتاب مُرتّب کی ہے اُن میں سے اپنے قریب زمانہ کے ایک عاشقِ رسول ﷺ غازی کا تذکرہ پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو یقین ہو کہ ہر دور میں وفادار اُمّتی اپنے لجپال کریم روف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار رہتے ہیں:

؎ تیرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

(غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سواری سر دھانند ملعون اور مہاشر راجپال مردود کے واصلِ جہنّم ہو جانے کے بعد اُن منافقینِ ازلی نے مسلکاً ومشرباً رسولِ مقبول ﷺ کو اِستہزاء (مذاق) کا نشانہ بنایا۔ ایسے ہی ایک دراز کور (لمبی نظر والا)، ذوق خود سر کمینہ (حقیر کمینہ)، فطرت ملیچھ (بد اخلاق) وناپاک ہندو سورما کا نام "پالا مل" تھا۔ زرگری (جوہری کا کام) اُس کا ذریعہ معاش تھا۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ مُسمّی پالا مل ایک صاحبِ ثروت ہندو سُنار تھا اُس کی دکان درگاہ حضرت پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا سی دور تھی اُس کی پُشت پر ہندو ساہوکاروں (سرمایہ داروں) کے ٹولے کی حمایت میں ابتداً وہ مسلمانوں کی معاشی ناسازگاریوں پر بکتا رہا اُس نے کئی بار برملا کہا: "قرضہ تو یہ دیتے نہیں اور بنے ہوتے ہیں یہ مسلمان" ایک مرتبہ اُس نے کہا: "مسلمانوں کا خدا تو اپنے بندوں سے زکوٰۃ کی بھیک مانگتا ہے

(102) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثالث أسباب عفو النبي صلى الله عليه وسلم عن بعض من أذاه, 496/2, 497, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية. 1407 هـ 1986.

(103) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الرابع, الباب الأول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم إلخ, الفصل الثالث أسباب عفو النبي صلى الله عليه وسلم عن بعض من أذاه, 497/2, دار الفيحاء عمان الأردن, الطبعة الثانية. 1407 هـ 1986.

(104) فتح الباري شرح صحيح البخاري, كتاب المغازي, باب غزوة ذات الرقاع, 491/7, الحديث 3906. دار الريان للتراث, سنة النشر: 1407هـ/1986م.

جب کہ اُن بیچاروں کو دو وقت کی روٹی بھی کھانے کو نہیں ملتی" مسلمانوں کو چپ سادھے دیکھ کر اُس کا حوصلہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ مزید اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا تھا۔ اَولیائے عِظام کے متعلق گالیاں بکنا اُس کا معمول بننے لگا۔ ہندوؤں کو اِکٹھا کر کے نماز کی نقلیں اُتارنا اور اپنی عجیب وغریب حرکات سے اُنہیں ہنساتے رہنا تو گویا ہر روز کا مَشغلہ تھا۔ بات فُحش کلامی سے بھی بہت آگے جا چکی تھی۔

روزنامہ "انقلاب" لاہور کے ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء کی اِشاعت کے مطابق مسمی پالا مل سُنار نے بے ادبیوں کا یہ کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ۱۶ مارچ کو جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مردود مذکور نے نہ صرف نماز کا مَضحکہ (مذاق) اُڑایا بلکہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس کے متعلق بھی نازیبا کلمات بکے اور شانِ رسالت مآب میں صریحاً گستاخی کی۔ اُس قبیح حرکت پر پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور جا بجا اظہارِ ناراضگی کیا گیا۔ مسلم معززین شہر کے مشورے پر محمد کلیم پیر صاحب نے عدالت میں اِستغاثہ دائر (مقدمہ دائر) کر دیا مسٹر نیل مجسٹریٹ درجہ اوّل لاہور نے بڑی تُندہی سے (تیزی) اُس مقدّمے کی قانونی مَوشگافیوں (باریکیوں) کو پیشِ نظر رکھا۔ بالآخر فریقین کے دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلہ میں لکھا "میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم نے واقعی توہینِ رسول کی ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور سخت فساد کا خطرہ پیدا کیا اس لئے پالا مل شاہ سنار کو چھ ماہ قید اور دو سو روپے جرمانے کی سزا دی جارہی ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کے روزنامہ "سیاست" لاہور میں اُس کی تفصیل یوں درج ہے: پالا مل سنار کے خلاف توہینِ پیغمبر اسلام کے الزام میں مقدّمہ چلتا ہے۔ ملزم نے مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف مسٹر بھنڈاری سیشن جج لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کی یہاں سے اُسے تا فیصلہ ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

اُن دِنوں فیروز پور روڈ پر گزرنے والوں نے سنا کہ لاہور میں چوبرجی کے نزدیک واقع مشہور گورستان میانی صاحب سے گمنام چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ درد کی شدّت اور آواز کا کَرب (درد) مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا دل دہلا دینے والی یہ آہیں "غازی علم الدین شہید" کے مقبرے سے اُٹھ رہی ہوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ میں قبر میں تڑپ رہا ہوں۔ کون ہے جو میرے لئے کہیں سے سامانِ تسکین ڈھونڈ لائے۔ راج پال کا ہم ذوق قصور کی شاہراہوں پر دندناتا پھر رہا ہے کیا میرے چاہنے والے مر گئے ہیں؟ اگر میرا کوئی جواں سال وارث زندہ ہے تو خدا کے لئے تختۂ دار پر بزمِ رَقص سجا کر مجھ سے ہم آغوش ہو جائے۔ وہ دیکھو ہمارے آقا مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کوہِ اُفق کی چوٹیوں پر اِستقبال کے لئے تشریف فرما ہیں، کوئی شہیدِ رسالت جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کھلے ہوئے بازوؤں میں سِمٹ جائے۔"

اُنہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک رات حافظ غازی محمد صدیق صاحب نیند میں تھے کہ مقدّر جاگ اُٹھا۔ نصف شب بیت چلی تھی جب آپ کو سرورِ بنی آدم، روحِ روانِ عالم، انسانِ عَینِ وجود دلیلِ کعبہ مقصود، کاشفِ سرِ مکنون، خازنِ علم مخزون، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قصور میں ایک بدنصیب ہندو پے درپے ہماری شان میں گستاخی کرتا چلا جا رہا ہے جاؤ اور اُس کی ناپاک زبان کو لگام دو۔ قبلہ اَصحابِ صِدق و صفا کعبہ اربابِ حِلم وحیا وارثِ عُلومِ اوّلین، مودّت کمالات رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حُرمَت وعزّت کا جانباز محافظ کئی روز تک شدّتِ غم وغصہ میں پیچ وتاب کھاتا رہا (بے چین رہا) اُن کے سینے میں جوشِ غضب کی چنگاریاں چیخ رہی تھیں اُن کے دل میں ایک ہی جذبہ مُوجزن (متحرک) تھا کہ وہ جلد سے جلد قصور پہنچ کر اپنے آقا ومولا کے دُشمن کو جہنّم رسیّد کر دیں۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کی بات ہے، آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کی: "مجھے خواب میں ایک دَہن دراز (لمبی زبان والا) کا فرد کھلا کر بتایا گیا ہے کہ یہ ناہِنجار (بے شرم) توہینِ نبوی کا مُرتکب ہو رہا ہے اُسے گستاخی کا مزہ چکھاؤ کہ آئندہ کوئی شاتمِ رسول اِس اَمر کی جرأت نہ کر سکے۔ میں قصور

اپنے ماموں کے پاس جا رہا ہوں۔ گستاخ مُوذِی وہیں کا رہنے والا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اُس ذلیل کتے کی ذلتناک موت میرے ہی ہاتھوں واقع ہو گی نیز مجھے تختہ دار پر جامِ شہادت پلایا جائے گا، آپ دعا فرمائیں کہ بارگاہِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں میری قربانی منظور ہو اور میں اپنے عظیم فرض کو بطریقِ احسن نبھا سکوں" ماں نے بخوشی اجازت دے دی۔ ایک مومنہ کیلئے اِس سے بڑھ کر کیا مسرّت ہو سکتی ہے کہ اُس کا بیٹا دینِ اسلام کے کام آئے۔

۷ ا دسمبر ۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت قبلہ غازی صاحب دربار بلّھے شاہ کے نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ عُقابی نگاہیں آنے جا نے والوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ اتنے میں ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس نے چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ رکھا تھا آپ نے جھٹ اُسکی راہ روکی اور پو چھا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ یہاں کیا کرتا ہے؟ اُسے اپنا نام بتانے میں تامُّل (سوچ بچار) کیا۔

نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی آپ کو تنہا دیکھ کر اُسے بھی حوصلہ ہوا وہ کہنے لگا: "مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے اور اب کونسی قیامت آجائے گی۔" الغرض غازی موصوف نے اُسے پہچان لیا تھا کہ یہی وہ گستاخِ نبی ہے جسے ٹھکانے لگانے پر میں مامور ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "میں تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا غلام ہوں کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا، اے دَہن دراز مَلیچھ (بدتمیز اور ناپاک) آج تو کسی طرح بھی ذلّت ناک موت سے نہیں بچ سکتا۔ یہ کہہ کر آپ نے تہبند سے رمبی (چمڑا کاٹنے والا اوزار) نکالا اور للکارتے ہوئے اُس پر حملہ آور ہو گئے۔ حافظ محمد صدیق مُتواتر وار (مسلسل) کئے جا رہے تھے نہ صرف یہ بلکہ زور زور سے نعرہ لگا کر بے غیرت پر برس پڑتے۔ واقعات کے مطابق پورے ساڑھے سات بجے شمعِ رسالت میں گستاخی کرنے والا یہ گھناؤنا کردار جسے لوگ لالا پالا مل شاہ کے نام سے جانتے تھے اپنے منطقی انجام (حقیقی انجام) کو پہنچ گیا۔

مقتول مردود کے واویلے اور آپ کے نعرہ ہائے تکبیر سے کثیر تعداد میں لوگ اُس جانب متوجّہ ہو چکے تھے عینی شاہدوں کا کہنا ہے: "آپ اُس وقت تک ملعون ساہوکار کی چھاتی سے نہیں اُترے جب تک موت کا پختہ یقین نہیں ہو گیا" غازی صاحب کا لباس خون کے چھینٹوں سے بُری طرح آلودہ ہو چکا تھا اِرد گرد بھی گندے لہو کے داغ تھے۔ مقتول کا چہرہ نہ صرف بُری طرح مَسخ ہوا بلکہ ہیبت ناک شکل اختیار کر گیا تھا یہاں تک کہ ڈر کے مارے کوئی قریب نہ پھٹکتا۔ میڈیکل رپورٹ (Medical Report) کے مطابق اُس کے جسم پر زخموں کے چالیس (۴۰) واضح نشان تھے۔ موقع پر موجود افراد کا بیان ہے اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو باآسانی ایسا کر سکتے تھے مگر اُنہوں نے اپنے کام سے فارغ ہو چکنے پر دوگانہ (دو رکعت) نمازِ شکرانہ ادا کی اور قریبی مسجد کی سیڑھیوں پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے اور وقفہ وقفہ سے زیرِ لب مسکراتے اور کچھ گنگناتے رہے۔ اُس وقت تمام ہندوؤں کے چہرے اُترے اُترے تھے مگر غازی محمد صدیق صاحب نہایت مطمئن اور سرشار نظر آئے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کی یہ ادا مسلمانوں کی سربلندی اور غیرت مند فطرت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو یہ واقعہ چودھری غلام مصطفی سب ڈویژنل مجسٹریٹ (Sub-Divisional Magistrate (SDM)) کی عدالت میں پیش ہوا جب غازی صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ تو اُنہوں نے کہا "چونکہ مقتول نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں سخت بے ادبی کی تھی اِس لئے میں نے اُس کو جہنم واصل کر دیا میرا یہی بیان ہے۔" سیشن کورٹ (Session Court) میں آپ کے مقدمہ کی سماعت ۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کو سینٹرل جیل لاہور میں مسٹر سیل سیشن جج کے رُوبرو شروع ہوئی۔ غازی صاحب کی طرف سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر شیخ خالد لطیف گابا (کے ایل گابا "نومسلم اور پیغمبر صحرا" کے مصنف) پیروکار نے اپنے بیان میں فرمایا: "بلاشبہ پالا مل کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ اُس ملعون نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین کی تھی اور دیدہ دانستہ (جانتے بوجھتے) اُس جرم کا مرتکب ہوا اُسے راجپال اور غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا بھی بخوبی علم تھا اُس نے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے خود کو سزا کے لئے پیش کیا اگر

اِس واقعہ (شانِ رسالت میں گستاخی) کو بیس (۲۰) سال بھی گزر جاتے تب بھی میں اُسے ضرور بالضرور واصل فی النّار کر کے چھوڑ تا۔ ہمارے مذہب کے مطابق وہ ہر گز ہر گز مسلمان نہیں بلکہ کوئی منافق ہے جو نبی پاک ﷺ کی توہین سُن کر خاموش رہے اور عِصمتِ رسول ﷺ پر جان قربان نہ کرے کسی اور شخص کی ذات کا مسئلہ ہو تو برداشت ہو سکتا ہے۔

دُنیوی اُمور میں کسی بھی فرد کی شان میں گستاخی پر چپ رہا جا سکتا ہے لیکن سرکارِ مدینہ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر ہرزہ سرائی (بے ہودہ گوئی) کرنے والوں کے خلاف غیظ و غضب، جوش و ولولہ اور غصّہ کسی حالت میں بھی کم نہیں ہو سکتا۔ میں نے جو کچھ کیا خوب غور و فکر کے بعد غیرتِ دینی کے سبب اپنے رسول ﷺ کی شان کو بَر قرار رکھنے کے لئے کیا ہے اِس پر مجھے قطعاً تاسُّف (افسوس) یا ندامت (شرمندگی) نہیں۔ سیشن کورٹ (Session Court) میں غازی محمد صدیق صاحب کے لئے موت کا حکم سنایا گیا۔

زندہ دلانِ قصور نے اِس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ لاہور میں اپیل گزاری۔ عدالت عالیہ میں ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء کو سَماعت ہوئی۔ فیصلہ صادر کرنے کے لئے ایک ڈویژنل بنچ (Divisional Bench) تشکیل دیا گیا اُس میں چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید شامل تھے۔ فیصلے کے طور پر سیشن کورٹ (Session Court) کا حکم بحال رہا۔

غازی محمد صدیق صاحب کو ابتداً سب جیل قصور میں ہی محبوس رکھا گیا جب مقدمہ سیشن سپرد ہوا تو آپ کو سینٹرل جیل لاہور میں لے آئے۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء کی تاریخ پر ہائیکورٹ لاہور میں فیصلہ آپ کے خلاف ہوا تو اُس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر ہی غازی محمد ممدوح کو لاہور سے فیروز پور لے جایا گیا۔ عمائدین کے اِستِفسار اور عوام کے اِضطراب (تشویش) پر انتظامیہ نے مؤقف اختیار کیا چونکہ آپ ضلع فیروز پور سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے بغیر کسی خاص وجہ کے اُنہیں کسی اور مقام پر پھانسی نہیں دی جا سکتی مگر اصل سبب یہ تھا کہ حکومت کو ہندوؤں کے مابین فساد کا زبردست خطرہ تھا۔

شہید رسالت کے برادر خورد الیس طاہر نے ایک ملاقات میں بتایا "ہمیں ۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو آخری ملاقات کے لئے ضلعی جیل فیروز پور میں پابند کیا گیا۔ ہم لوگ طلوعِ آفتاب کے وقت جیل خانہ کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ غازی صاحب ہمیں نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور تمام وقت ہنس ہنس کر گفتگو فرمائی اُنہوں نے ہمیں صبر وضبط کی خاص تلقین کی۔ فرمایا: خواہش تھی کہ میری زندگی کسی کے کام آئے اور میرا نام شمعِ نبوّت کے جانثار پروانوں میں لکھا جائے۔ میں نے قصّہ زندگی کو بفضلہٖ تعالیٰ لہو کے چھینٹوں سے رنگین بنالیا ہے۔ ان شاءاللہ کل میری روح گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ہو گی۔ میں اپنے اِس اِقدام پر بہت خوش اور نازاں ہوں۔ عدالت زیادہ سے زیادہ جو سبق دے سکتی ہے جب چاہے دے دے مجھے قطعاً حُزن وملال (رنج و غم) نہ ہو گا مگر جب ہمیں شہنشاہِ مدینہ ﷺ کی حُرمت و تقدُّس کے تحفُّظ کی ضمانت فراہم نہیں کی جاتی کوئی نہ کوئی سَر فروش بزمِ دار و رسن میں محبت کے چراغ جلاتا ہی رہے گا اُس کی بات ہی کیا؟ میں تو آپ کی خاکِ قدم پر پوری کائنات بھی نچھاور کر ڈالوں تو میرا عقیدہ و وِجدان یہی کہتا ہے کہ گویا پھر بھی حق غلامی ادا نہیں ہو سکا۔"

سیشن کورٹ (Session Court) میں فیصلے کے دن حضرت قبلہ حافظ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے اپنے جَواں سال (نوجوان) بیٹے کی پیشانی چومتے ہوئے نہایت حوصلہ کے ساتھ فرمایا: "میں خوش ہوں جس رسول ﷺ کی شان و عظمت کے تحفظ کے لئے تم قربان گاہ پر جارہے ہو اُس رسول ﷺ کی شان قائم رکھنے کے لئے مجھے تم جیسے دس بیٹوں کی قربانی بھی دینا پڑے تو ربِ کعبہ کی قسم کبھی دَریغ (افسوس) نہ کروں۔"

روزنامہ انقلاب لاہور اور دیگر مُعاصر (ہم زمانہ) مسلم اَخبارات میں آپ کی والدہ کے اُس جرأت مندانہ بیان کے علاوہ غازی موصوف کے بارے میں یہ بھی درج ہے کہ آپ نے ایمان پرور الفاظ کو سنتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا اور والدہ موصوفہ سے اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے کہا: "میں نے پالامل کو قتل کرکے اپنے نبی کریم ﷺ کی شان قائم رکھنے کے لئے جو قربانی پیش کی ہے اُس کی خاطر اگر مجھے ہزار مرتبہ جینا مرنا پڑے تو تب بھی میں ہر دفعہ ناموسِ رسالت پر پَروانہ وار فدا ہوتا رہوں گا اور اُسے صِدقِ دل کے ساتھ اپنا شوخیِ تقدیر (رازِ تقدیر) پر سجدۂ تَشکُّر بجالاتا رہوں۔ میرے بعد ہرگز آہ وزاری اور واویلا نہ کریں۔ کہا: اَمّی جان مجھے صرف قرآن اور صاحبِ قرآن سے اُنس (محبت) ہے آپ بھی ہمیشہ اُنہی سے اُنس (محبت) لگائے رکھیں۔"

۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق مارچ ۱۹۵۳ء بروز بدھ ساڑھے چھ بجے صبح آپ تختہ دار کی طرف چلے، نپے تُلے قدم نَشیلی چال آنکھوں میں مقدّس چمک دل تصوّرِ جاناں میں گم اور ہونٹوں پر درود وسلام کے گلاب۔ پورے سات بجے آپ تختہ پر کھڑے تھے، کنٹوپ (یعنی ٹوپی) چڑھادیا گیا۔ آپ نے نہایت زور سے نعرۂ بلند لگایا پھر گویا ہوئے: "میں حاضر ہوں یارسول اللہ" "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اُسی اَثناء (اسی وقت) جلّاد اشارہ پاکر آگے بڑھا اور ذرا دیر بعد آپ سولی پر لٹک رہے تھے۔ قربان گاہ میں خونِ دل کی حِدّت (گرمی) سے مَشعلِ وفا کو فروزاں (درخشاں) رکھنے والے اُس خوبرو مجاہد کی عمر اُس وقت فقط ۱۲ سال تھی۔ یہ خبر پورے ملک میں پھیل چکی تھی کہ ۶ مارچ کی صبح حافظ غازی محمد صدیق تختہ دار پر لٹکائے جانے والے ہیں۔ اُس کے ساتھ کھیم کرن پٹی، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے علاوہ گرد و نواح کے دیہات سے کافی زائرین جنازے میں شرکت کے لئے کھنچے چلے آرہے تھے۔ ۵ مارچ کی شام سے ہی قصور کے عوام نے اپنے کاروبار بند کر لئے رات کو ہر طرف پڑاؤ ہی پڑاؤ نظر آتے تھے جن کا مقصد وحید اپنے شہید ناز کی زیارت تھا۔ اگلے دن پورے شہر میں مکمل ہڑتال تھی۔ دکانوں کے علاوہ اسکول اور کارخانے بھی بند رہے چونکہ انتظامیہ اور جملہ مجسٹریٹ (Magistrate) بھی شہر کے انتظام میں مصروف تھے اِس لئے عدالتیں سونی پڑی رہیں نہ صرف پولیس اور تحصیل کے حُکّام مصروف تھے بلکہ ضلع کے حکام پولیس اور فوجی افسر جن میں گوروں کی بڑی تعداد تھی نے بھی آنے جانے والوں پر کڑی نگاہ رکھی چونکہ اَمن عامہ کا زبردست خطرہ تھا اِس لئے انتظامات بہت سخت کر دیئے گئے تھے۔

سات بجے فیروزپور ڈسٹرکٹ جیل میں غازی محمد صدیق کو جامِ شہادت پلا دیا گیا۔ قصور اور فیروزپور کے مسلمان کافی تعداد میں اپنے غازی کی نَعش حاصل کرنے کے لئے جیل کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ آٹھ بجے کے قریب جیل کے عملے نے شہید کی نَعش وُرَثاء کے حوالے کر دی۔ پھولوں سے سجی ہوئی ایک لاری (گاڑی) میں جو پہلے تیار کھڑی تھی آپ کی میّت کو قصور لایا گیا مسلمانانِ فیروزپور کی خواہش تھی کہ وہاں جنازہ پڑھایا جائے مگر حکومت کی سخت تنبیہ کے سبب اُس کو عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔ فیروزپور سے قصور تک سڑک کے دورویہ لاتعداد کلمہ گو کھڑے تھے جو عقیدت میں ڈوب کر درود پاک پڑھتے ہوئے قافلہ شوق پر پھولوں کی بارش برساتے رہے۔ جس میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جنازے کو کندھا دینے کے لئے چارپائی کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے تھے آپ کے جَسدِ مبارک کو قبرستان میں پہنچایا گیا۔

شہیدِ رسالت کا عظیم مَنصب عطا ہونے پر غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے دیگر خواتین کو بھی اُس موقعہ پر چیخ وپکار سے سختی سے منع کر رکھا تاجب کوئی عورت تعزیت کی غرض سے اُن کے پاس آتی تو آپ فرماتیں: "یہ غم واندوہ کیسا؟ حضور ﷺ پر قربان ہونا خوشی کا مقام ہے۔"

(غازی شہید مذکور کا تعارُف)

غازی محمد صدیق شہید کا نسبی تعلق شیخ برادری سے تھا۔ نبوت کے شیدائی کی ولادت با سعادت ۱۹۱۴ء کے درمیانی مہینوں میں ہوئی۔ پانچ سال کا ہو جانے پر اُنہیں مسجد میں بیٹھایا گیا۔ ۱۹۲۵ء تک دینی تعلیم کے علاوہ آپ پانچویں جماعت بھی پاس کر چکے تھے۔ چونکہ آپ کے والدِ ماجد شیخ کرم الٰہی فیروز پور چھاؤنی میں جو قصور سے قریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے پکے چمڑے کا آبائی پیشہ اِختیار کیے ہوئے تھے وہ اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں لے گئے غازی صاحب کو چھاؤنی کے قریب ہی ایک تعلیمی ادارے میں داخل کروا یا گیا جہاں آپ تین سال زیر تعلیم رہے اور آٹھویں کا امتحان پاس کیا۔ اُسی دوران آپ کے والد حضور چند روز کی ناسازی طبیعت کے بعد جہان فانی سے رُخصت ہوگئے۔ غازی محمد صدیق شہید کی والدہ محترمہ کا نام عائشہ بی بی تھا۔ آپ بڑی نیک سیرت اور حوصلہ مند خاتون تھیں اُن کی تربیت کا اثر شہید موصوف کے ایک تاریخی عمل سے ۱۹۳۵ء میں سامنے آیا۔ سربکف (بے خوف)، تکبیر بلب، مچلتا، اکڑتا، سنورتا، اُچھلتا اور ہنستا، کودتا ہوا شمعِ رسالت کا پروانہ تختہ دار کو رونق بخش گیا۔ حضرت قبلہ غازی علیہ الرحمۃ تعلیم کا سلسلہ مجبوراً جاری نہ رکھ سکے تھے۔ مکتب سے قطع تعلق کر الینے کے بعد دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے لگے۔ محفلِ میلا د منعقد کروانا گویا ایک معمول تھا۔ نعتِ رسول مقبول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خوش اِلحانی (خوش آوازی) سے پڑھتے کوئی اور دِلسوزی (ہمدردی) سے پڑھتا تو سر دھنتے (سر جھکاتے) تھے بزرگ و برتر وُجود کے نامِ نامی اِسمِ گرامی سے اُن کی محبت و اُلفت والہانہ تھی۔ لباس ہمیشہ سنّت کے مطابق رکھتے۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے کئی بار حضرت داتا گنج بخش اور حضرت بابا بلھے شاہ کی درگاہوں پر حاضری دی۔ نماز تو کبھی قضا نہ ہونے دی روزے کے بھی سختی سے پابند تھے۔

غازی ممدوح کے برادرِ اصغر شیخ طاہر صاحب نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے چھوٹی عمر میں ہی آپ نے حضرت شیخ محمد صاحب نقشبندی محلہ پیرانوالہ نزد دہلی دروازہ (فیروز پور) کے دستِ حق پر بیعت کر لی اور اُس کے ساتھ ساتھ حفظِ قرآن کے لئے بھی کوشاں رہنے لگے۔ قصور شہر کی آبادی سے مُلحِق لنک کچہری روڈ پر ایک بڑا قبرستان واقع ہے یہاں آفیسر کالونی کے عین مقابل سڑک سے بائیں جانب ایک اِحاطہ حضرت غلام محی الدین صاحب کا مقبرہ دکھائی دیتا ہے۔ ذرا دور ایک نو مسلم بزرگ کا مزار ہے مگر اُس کے بالکل نزدیک بظاہر خستہ حال یہ کسی لاوارث کی تُربَت (قبر) ہے متّصل شارعِ عام سے ہزاروں لوگ گاڑیاں دوڑاتے ہوئے بے خبری میں آگے نکل جاتے ہیں اُنہیں کون بتلائے کہ دو چار قدم ہٹ کر غیرت و فقر کا ایک زندہ مُرَقّع (تصویر) درسِ محبت دے رہا ہے۔ مَرقد (مزار) کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی دیوار جس کی اینٹیں اُکھڑ چکی ہیں۔ تعویذ پر گلاب کے تازہ پھولوں کی چادر بچھی ہوئی ہے۔ شِکستہ لوح (ٹوٹا ہوا تختہ) مزار پر تاریخِ وِصال اور کلمہ طیبہ کے علاوہ مندرجہ ذیل قطعہ (مصرعہ) رقم ہے:

صدیق چوں شہید رہ لا الہ شد	مند نشین عشق بصد عز وجاہ شد
آمد ندا زغیب کہ آں مرد سرفروش	خاک رہ جناب رسالت پناہ شد

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حاضرہیں: دیکھتے ہی دیکھتے اُس خِطہ ارض پُر اقدس اَکمل، اَطیب واَطہر، نورِ مجسّم حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں ہَرزہ سَرائیوں (گستاخیوں) کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پورے ہندوستان میں آپ کی سیرتِ پاک کا تقدُّس لہولہو تھا، کتّے مسلسل بھونک رہے تھے، چیلیں اپنے ناپاک چونچوں میں گالی گلوچ کے کنکر اُٹھائے گھونسلوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ دیارِ فرنگ (سرزمین یورپ) سے بلادِ ہند (سرزمین ہند) میں مُتعصّب (شدت پسند) پادریوں کی یلغار آریہ سماجیوں کی باطل پَروری کا برملا مُظاہرہ اور راج پال کے برادرِ نسبتی (سالا) مرزا غلام احمد قادیانی کا انگریزوں کی آغوش میں دعویٰ نبوّت ہر

طرف ایک طوفانِ بد تمیزی بپا ہے۔ دَہن دراز گستاخانِ رسول اپنے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کا رُخ مدینہ منوّرہ کی طرف موڑ لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حُجرے کی مُقدّس دیواریں لَرزا ٹھیں۔

بیچارگی کے اُن حالات میں میرے آقا و مولا کی حُرمت کے سر بکف (بے خوف) مجاہد آگے بڑھتے ہیں یہ خوبرو نوجوان کا مختصر گروہ تھا۔ آنکھوں میں بجلیاں، ہونٹوں میں مسکراہٹ کی چاندی اور زبان پر: "ہم حاضر ہیں یارسول اللہ" کا رِقّت اَنگیز ترانہ لئے رسم دار (ہم نشینی) نبھانے کو آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

اُنہوں نے محبوب ﷺ کے علم مَراتِب، عمدہ کمالات، اَرفع درجات اور اعلیٰ مقامات پر حرف گیری (تنقید) کرنے والے بد طینت (بد کردار) گستاخان ورذیل بے اُدباء (بدلحاظ) کی غلیظ زبانیں نوچ کر کتوں کے آگے پھینک ڈالی تھیں۔ عشق و محبت کے اُنہی بندوں میں شمعِ رسالت کے ایک پروانے کا نام "غازی محمد صدیق شہید" ہے جو صَداقت کا پرچم تھام کر اُٹھا اور اپنے لہو سے کتابِ صِدق رقم کی۔ سنّتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے مردود ازلی کو سُورَگ باش (جنتی) کیا اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی قُربت میں مَسند نشیں ہو گیا۔ جھوٹے مُدّعیانِ نبوّت کے فتنہ کی سرکوبی (کچلنے) کا مرحلہ درپیش ہو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجدارِ مدینہ ﷺ کی ذاتِ والا صفات پر طنز و تَضحیک کے تیر برسانے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی نوبت آئے تو قصور کے غَیّور مسلم نوجوان محمد صدیق کی یاد تڑپانے لگتی ہے۔

اُس صدی کے رُبعِ اوّل میں ہندومت کے اِحیاء (بحال کرنے) کی تحریک زوروں پر تھی۔ مُتَعصِّب (شدت پسند) ہندوؤں نے برصغیر پاک و ہند میں مسلم کُشی کی ایک گہری سازش تیار کی۔ ایسی ہی دو انتہا پسند تحریکیں آریہ سماج اور سنگھٹن تھیں۔ اوّل الذکر کے مقاصد میں مسلمانوں کو اپنے تہذیبی ورثے سے کاٹ دینا تھا۔ ثانی الذکر ایک عسکری اَنجمن تھی اور طاقت کے بل بوتے پر مِلّتِ اسلامیہ کو مٹا دینا مقصود تھا آریہ سماجی تنظیم کا بانی سوامی دیانند سرسوتی تھا۔ اُس نے "ستیارتھ پرکاش" کے نام سے ایک گمراہ کُن کتاب لکھی۔ کتاب کا چودھواں باب اسلام دُشمنی پر مبنی تھا۔ سوامی مذکور کے تنگ نظر چیلے پورے ہندوستان میں پھیل گئے اور یوں تحریک شاتِمِ رسول شروع ہو گئی، دہلی میں گستاخِ رسول ہندو سوامی شردھانند قاضی عبد الرشید کے ہاتھوں واصل جہنّم ہوا۔ لاہور میں راجپال کو غازی علم الدین شہید نے تہِ تیغ کیا (موت کے منہ میں دھکیل دیا)۔ پشاور کے دو مسلم نوجوانوں تلہ گنگ کے غازی میاں محمد شہید چکوال کے غازی مرید حسین شہید اور غازی محمد منیر شہید کا تذکرہ تو سب کو معلوم ہے۔

فقیر نے قرآن وحدیث اور صحابہ کرام، تابعین، تبعِ تابعین، آئمہ، مجتہدین، سلف صالحین کے اَقوال و اَعمال سے ثابت کر دیا کہ دُشمنِ احمد پہ شدّت کرنا عین ایمان ہے۔ دورِ حاضرہ کے نام ونہاد ٹیڈی قسم کے مجتہد صُلحِ کُلیّت کے مرض میں مبتلا کہتے ہیں کہ وہابیہ، دیوبندی، شیعہ وغیر ہم گستاخانِ رسالت، صحابہ و اَہلبیت کرام سے رواداری (حسن سلوک) اُن کے ساتھ مَیل جَول اُن کے لئے اعزاز و اِکرام اُن کے اسٹیج پر جانا اُن کو اپنے پاس بلانا وقت کی ضرورت ہے حالانکہ سخت ترین جرم ہے۔ اُن کے اِس عمل سے دنیا میں واہ واہ تو ہو گئی لیکن قبر و حشر میں اپنے کریم آقا رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

فقیر نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

جو میرا فرض تھا میں نے پورا کیا　　　صلح کلیوں شرم نہ آئے تو میں کیا کروں

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پنجاب پاکستان